# تربیتی مواد

## برائے اساتذہ

# Education

### Beyond Terrorism In KP & FATA

**Education for Sustainable Development (ESD)**

# تعارف

دورِ جدید ایک طرف مادی سہولیات کی فراوانی کا پیغام ہے تو دوسری طرف چند ایسی بنیادی مسائل میں پھنسا ہوا ہے جو انسانیت کے لئے خطرہ ہیں۔ لفظ انسان میں اچھے اور برے دونوں شامل ہیں۔ لیکن انسانیت (جو اُنس یعنی محبت سے مشتق ہے) امن و آشتی، تحمل، بردباری قربانی، میل جول، دوستی اور اخوت کے جذبوں سے لبریز ہے۔ کسی انسان میں اگر انسانیت نہ ہو تو وہ انسان کہلانے کا مستحق تو ہے لیکن انسانیت کی صفت کا اہل نہیں۔ کسی معاشرے میں صحت پسند زندگی گزارنے کے لئے ضروری ہے کہ اس معاشرے میں بسنے والے افراد انسانیت کے جذبے کو بطور رہنما اصول اپنائیں۔

ہمارا خطہ کئی دہائیوں سے انتہا پسندی، تعصب، دہشت گردی اور مضر حیات جذبات سے دوچار ہے۔ جس کے نتائج نہ صرف اس خطے بلکہ پوری دنیا کے لئے نقصان دہ ہیں۔ آئندہ نسلوں کے لئے اپنی سمت مقرر کرنا بہت مشکل ہو جائے گا۔ لہٰذا یہ ہماری مشترکہ ذمہ داری ہے کہ ہم معاشرے میں مثبت جذبات کو فروغ دینے کے لئے اپنا کردار ادا کریں۔ اس سلسلے میں اسکول کے اساتذہ پر ایک بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ پہلے اپنی ذہنی اور روحانی صلاحیتوں کو اس طرح ترقی دیں کہ ان کا کردار، گفتار اور ان کے بنائے ہوئے اسباق بچوں اور بچیوں کی اس طرح رہنمائی کریں کہ وہ بڑے ہو کر اپنی معاشرتی ذمہ داریوں کو بخوبی سنبھال سکیں۔

اس بنیادی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اسباق کا یہ کتابچہ ترتیب دیا گیا ہے۔ اسباق کی ترتیب کچھ یوں ہے کہ پہلا سبق "مثالی اُستاد کے خصوصیات" کے بارے میں ہے۔ اس سبق کو پڑھنے، سمجھنے اور اس میں دیئے ہوئے بنیادی تصورات کا شعوری طور پر تجزیہ کرنے کے بعد آگے چلیں تو ان کے لئے راستہ ہموار ہو جائے گا۔ باقی ماندہ اسباق کی ترتیب تصورات کی اہمیت کے مطابق ہے۔ اگر اس لحاظ سے دیکھا جائے تو زندگی میں سب سے اہم عنصر امن ہے اور امن سے دوسری تمام سرگرمیاں وابستہ ہیں۔ امن کے لئے ضروری ہے کہ معاشرے میں مذہبی ہم آہنگی ہو۔ جو عالمی طور پر بین المذہبی ہم آہنگی کو جنم دے۔ معاشرے میں امن کے لئے ضروری ہے کہ بین الثقافتی روابط مضبوط ہوں تاکہ انسانی تعلقات پائیدار بنیادوں پر استوار ہوں۔ معاشرے میں امن کے لئے ضروری ہے کہ انصاف کا دور دورہ ہو جس کا ایک حصہ صنفی مساوات ہے۔

انسانی معاشرے میں امن اس وقت تک پائیدار نہیں ہوگا جب تک ہم انسانی حقوق کا خیال نہ رکھیں۔ بحثیت ذی شعور مخلوق ہمارا بنیادی فرض ہے کہ اپنے تنازعات کو بات چیت اور افہام و تفہیم کے ذریعے حل کریں۔ ان مسائل کو حل کرنے کے بعد مادی ماحول کی باری آتی ہے جس کی حفاظت اور آلودگی سے پاک ہونا ہماری ذہنی، جسمانی اور معاشرتی صحت کا ضامن ہے۔ اِن تمام باتوں کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم مختلف مذاہب میں علم و حکمت کی باتوں کا مطالعہ کریں تاکہ معلوم ہو جائے کہ جدید علوم کا منبع مذاہب ہی ہیں۔

ایک سبق کا تعلق اساتذہ کو غیر رسمی تعلیم کا بطور طریقہ تدریس استعمال کرنے پر ہے تاکہ اساتذہ نہ صرف رسمی بلکہ غیر رسمی مواقع کو بھی ان تصورات کی تبلیغ پر صرف کریں جو اس کتابچے میں دیئے گئے اسباق میں بیان کئے گئے ہیں۔

آخر میں غذا و غذائیت اور قدرتی آفات سے بچنے کی تعلیم بھی اساتذہ کی تربیت کے لئے اس کتاب میں شامل کی گئی ہیں۔

تمام اسباق کا مقصد زیر تربیت اساتذہ کو نئے علوم سے روشناس کرانا ہے تاکہ وہ واپس اپنے اسکولوں میں جا کر اس تربیت کو طلبہ پر دُہرائیں۔

SACIRS اور UNESCO آئندہ بھی اساتذہ کی تربیت کے لئے شانہ بشانہ کام کرتے رہیں گے۔

اس تربیتی منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ہم فاٹا ڈائریکٹوریٹ آف ایجوکیشن، خیبر پختونخوا ایلیمنٹری اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن اور فاٹا سیکریٹریٹ کے شکر گزار ہیں۔

**ڈاکٹر سید حسین شہید سہروردی**

ڈائریکٹر

ساؤتھ ایشین سنٹر فار انٹرنیشنل اینڈ ریجنل سٹڈیز (SACIRS)

141 انڈسٹریل اسٹیٹ، نزد پاک ترک سکول حیات آباد پشاور

director@sacirs.com, www.sacirs.com, 091-5812050

# فہرست اسباق


| | | |
|---|---|---|
| باب ا: تعلیم برائے پائیدار ترقی | | 09 |
| ا۔ا | تعارف | 09 |
| ا۔۲ | پائیدار ترقی اور اس کا تعلیم سے تعلق | 10 |
| ا۔۳ | تعلیم برائے پائیدار ترقی ایک آلے کے طور پر | 10 |
| ا۔۴ | اقوام متحدہ کی تعلیم برائے پائیدار ترقی کی دہائی ۲۰۱۴ء۔۲۰۰۵ء | 11 |
| ا۔۵ | تعلیم برائے پائیدار ترقی کے کلیدی موضوعات | 11 |
| ا۔۵۔ا | آب و ہوا میں تبدیلی کے اثرات | 11 |
| ا۔۵۔۲ | حیاتیاتی تنوع میں کمی | 12 |
| ا۔۵۔۳ | ثقافتی تنوع اور بین الثقافتی مفاہمت کا فروغ | 12 |
| ا۔۵۔۴ | آفات کے خطرات کو کم کرنے کی تعلیم | 13 |
| ا۔۵۔۵ | حفظانِ صحت اور بیماریوں سے بچاؤ | 14 |
| ا۔۵۔۶ | غربت میں کمی کرنا | 14 |
| ا۔۵۔۷ | صنفی برابری کو یقینی بنانا | 15 |
| ا۔۵۔۸ | امن اور لوگوں کی حفاظت | 15 |
| ا۔۵۔۹ | برداشت پیدا کرنا | 15 |
| ا۔۵۔ا۰ | سماجی انصاف کو فروغ دینا | 16 |
| ا۔۶ | تعلیم برائے پائیدار ترقی کے لائحہ عمل | 16 |
| ا۔۶۔ا | بنیادی تعلیم میں رسائی اور برقراری کو بہتر کرنا | 16 |
| ا۔۶۔۲ | پہلے سے موجود تعلیمی پروگراموں میں پائیداری کی دوبارہ سمت بندی کرنا | 17 |
| ا۔۶۔۳ | لوگوں میں پائیداری کے بارے میں سمجھ بوجھ اور آگہی میں اضافہ کرنا | 17 |
| ا۔۶۔۴ | ہر شعبے میں کام کرنے والوں کو تربیت دینا | 18 |

| | |
|---|---|
| باب۲: مثالی اُستاد کی خصوصیات | 19 |
| ۲۔۱ تعارف | 19 |
| ۲۔۲ تفصیلات | 19 |
| باب۳: امن زندگی ہے | 25 |
| باب۴: بین المذہبی ہم آہنگی | 29 |
| باب۵: بین الثقافتی روابط | 32 |
| ۵۔۱ تعارف | 32 |
| ۵۔۲ مسائل | 33 |
| ۵۔۳ ایک آئینی مثال | 33 |
| ۵۔۴ سمجھنے کی باتیں | 35 |
| ۵۔۵ خلاصہ | 36 |
| باب۶: صنفی مساوات | 38 |
| ۶۔۱ تعارف | 38 |
| ۶۔۲ مسئلہ | 39 |
| ۶۔۳ تبدیلی کے لئے تجاویز | 39 |
| باب۷: انسانی حقوق | 42 |
| ۷۔۱ تعارف | 42 |
| ۷۔۲ نظریاتی پس منظر | 42 |
| ۷۔۳ حقوق انسانی کی نگرانی | 43 |
| ۷۔۴ عملی کام | 43 |

٧-٦ سبق کے عمومی مقاصد 44

٧-٧ خصوصی مقاصد 44

٧-٨ تشریح وتفصیل 44

٧-٩ یہ دستاویز ٣٠ شقوں پر مشتمل ہے 46

باب٨: تنازعات کا حل 51

٨-١ نظریاتی پس منظر 51

٨-٢ سبق کے عمومی مقاصد 52

٨-٣ سبق کے خصوصی مقاصد 52

٨-٤ تعریف وتفصیل 52

٨-٥ تنازعات کی وجوہات 52

٨-٦ نفسیاتی اسباب 52

٨-٧ خاندانی اور معاشرتی اسباب 53

٨-٨ حل کی طرف پیش رفت 54

١- عارضی نوعیت کا تنازعہ 54

٢- دائمی نوعیت کا تنازعہ 54

٨-٩ بعد از تنازعات صورتحال 55

٨-١٠ خودشناسی وخودسازی 56

٨-١١ خلاصہ 57

باب٩: ماحول، آلودگی اور انسانی ذمہ داریاں 58

٩-١ تعارف 58

٩-٢ ماحولیاتی مسائل سے کیسے نمٹا جائے 59

باب١٠: غیر رسمی تعلیم 65

١٠-١ تعارف 65

١٠-٢ اہمیت 65

| | | |
|---|---|---|
| ۳-۱۰ | مواقع | 66 |
| ۴-۱۰ | سفارشات | 67 |
| | باب ۱۱: معاشرتی انصاف کے تقاضے | 70 |
| | باب ۱۲: غربت: اسباب اور ختم کرنے کی تدابیر | 74 |
| ۱-۱۲ | وسائل کی غیر مساوی تقسیم | 74 |
| ۲-۱۲ | قدرتی آفات | 74 |
| ۳-۱۲ | آبادی میں اضافہ | 74 |
| ۴-۱۲ | صنعتی وسائل کی کمی | 75 |
| ۵-۱۲ | تکنیکی ہنرمندی کی کمی | 75 |
| ۶-۱۲ | عورتوں میں تعلیم اور ہنرمندی کی کمی | 75 |
| ۷-۱۲ | وسائل کا غیر منظّم استعمال | 75 |
| ۸-۱۲ | نفسیاتی سستی اور کاہلی | 75 |
| ۹-۱۲ | خلاصہ | 77 |
| | باب ۱۳: ایچ آئی وی (مثبت) | 78 |
| ۱-۱۳ | تعارف | 78 |
| ۲-۱۳ | تاریخ | 78 |
| ۳-۱۳ | بنیادی نکتہ | 79 |
| ۴-۱۳ | اسباب | 79 |
| ۵-۱۳ | ضروری نکتہ | 79 |
| ۶-۱۳ | تشخیصِ عمل | 79 |
| ۷-۱۳ | احتیاطی تدابیر | 80 |
| ۸-۱۳ | ایچ آئی وی کی علامات | 80 |
| ۹-۱۳ | ایڈز کی علامات | 80 |

١٠-١٣ پاکستان میں ایچ آئی وی ایڈز کی صورتحال 81

**باب ١٤: غذا اور غذائیت** 82

١-١٤ لحمیات 82

٢-١٤ نشاستے 83

٣-١٤ چربیاں 83

٤-١٤ معدنی نمک 83

٥-١٤ پانی 83

٦-١٤ وٹامن 83

٧-١٤ غذائی حراروں کا گوشوارہ 84

**باب ١٥: آفات کے خطرات کم کرنے کی تعلیم اور تعلیم برائے پائیدار ترقی کا باہمی تعلق** 86

١-١٥ آفات کے تباہ کن اثرات 86

٢-١٥ آفات کے بعد کی تکالیف اور پریشانیوں سے نمٹنے کی مہارتیں دینا 87

٣-١٥ بچوں پر آفات کے نفسیاتی اور سماجی اثرات اور اسکول کا کردار 91

٤-١٥ آفات کے خطرات کو کم کرنے کی تعلیم اور تعلیم برائے پائیدار ترقی کا تعلق 93

باب ۱

# تعلیم برائے پائیدار ترقی

# Education for Sustainable Development

## ۱۔۱ تعارف (Introduction)

انسانی سرمایہ پیدا کرنے اور اس کو مزید فروغ دینے کے لئے تعلیم میں معیشت کاری ایک بہت اہم قدم ہے اور پائیدار ترقی حاصل کرنے کا ایک نہایت اہم ذریعہ بھی۔ یہ بات یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ تعلیم وتربیت اور عوامی آگہی موجودہ معاشی ترقی کو پائیدار بنانے میں ایک کلیدی کردار ادا کرتی ہیں اور انسان کو اس بات پر آمادہ کرتی ہیں کہ وہ اپنے علم، مہارتوں، روّیوں اور اقدار سے پائیدار ترقی کی بنیاد رکھے جو نہ صرف موجودہ ضروریات کو پورا کرے بلکہ آنے والی نسلوں کی ضروریات کو بھی پورا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو۔

ایسی ترقی جو انسانوں کے لئے سودمند نہ ہو وہ پائیدار ترقی کے زمرے میں نہیں آتی۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ مستقبل کی منصوبہ بندی کرتے وقت اس بات کو مدِّ نظر رکھا جائے کہ صحیح ترقی وہی ہے جو انسانوں کی موجودہ ضروریات پوری کرے، ماحول کو مستقبل کے لئے محفوظ کرے اور معاشرے میں تبدیلی بھی لائے۔ اسی کو پائیدار اور ہمیشہ رہنے والی ترقی کہتے ہیں۔ اسی لئے پائیدار ترقی ایک ایسا طریقۂ کار ہے جس سے ایک طویل مدت تک قدرتی وسائل کے بہترین استعمال اور ماحول کو محفوظ رکھنے میں مدد ملتی ہے۔

عام طور پر تعلیم کو تعلّم کی ایک ایسی قسم گردانا جاتا ہے جس میں علم، مہارتیں اور رویے ایک نسل سے دوسری نسل کو تعلیم وتربیت اور تحقیق کے ذریعے منتقل کئے جاتے ہیں۔ ہم پائیدار ترقی کی ضرورت کو تعلیم کے ذریعے ہی سمجھ سکتے ہیں جس میں مخصوص مہارتیں تعلیم وتعلم کے ذریعے دی جاتی ہیں اور مثبت فیصلہ سازی اور عقل وشعور کی آگہی بھی دی جاتی ہے اور اس بات کا ادراک بھی کہ قدرتی وسائل کو کس طرح کم سے کم استعمال کرکے آئندہ نسلوں کے لئے محفوظ کیا جائے۔

## ۱۔۲ پائیدار ترقی اور اس کا تعلیم سے تعلق

پائیدار ترقی کو انسانی ترقی کا ایک ایسا ذریعہ سمجھا جاتا ہے جس میں انسانی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے وسائل کا استعمال تو کیا جاتا ہے لیکن اس طرح کہ قدرتی نظام اور ماحول بھی برقرار رہے اور موجودہ اور آئندہ نسلوں کی ضروریات بھی پوری ہوں۔ پائیدار ترقی کا انحصار تین مضبوط ستونوں پر ہے یعنی معاشی ترقی، سماجی ترقی اور ماحول کی حفاظت۔ پائیدار ترقی کئی ایک طریقۂ کار، اُصولوں اور متبادل راہوں کے متعلق بتاتی ہے جن کے اپنانے سے طویل المدتی پائیداری کا مقصد حاصل ہوسکتا ہے۔ وہ اعلیٰ پیمانے جن کے اردگرد پائیدار ترقی گردش کرتی ہے وہ نسلوں کے درمیان برابری، صنفی برابری، امن، برداشت، قدرتی وسائل کو محفوظ کرنا اور سماجی انصاف ہیں۔

پائیدار ترقی ایک پیچیدہ عمل ہے جس کے تانے بانے زندگی کے ہر شعبے سے ملے ہوئے ہیں اور تعلیم ایک ایسا شعبہ ہے جس کے بغیر پائیدار ترقی کا سوچا بھی نہیں جاسکتا۔ تعلیم برائے پائیدار ترقی کی منصوبہ بندی اور اس پر عملدرآمد کرتے ہوئے یہ ضروری ہے کہ ان تانوں بانوں کو قائم رکھا جائے تاکہ لوگ پائیدار ترقی کے اُصولوں کو اپنی زندگیوں کے ہر شعبے میں لاگو کرسکیں اور اُن کے کاموں اور رویوں کے جو لاتعداد اثرات موجودہ ترقی پر ہورہے ہیں اُن کو بھی سمجھ اور سیکھ سکیں۔

## ۱۔۳ تعلیم برائے پائیدار ترقی ایک آلے کے طور پر

اقوامِ متحدہ کی کانفرنس برائے ماحول اور ترقی برازیل کے شہر ریو وڈی جینرو میں ۱۹۹۲ء میں منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس میں یہ تسلیم کیا گیا کہ ایک طرف تو غربت اور دوسری طرف امیر لوگوں کا چیزوں کا بے جا استعمال ماحول پر نقصان دِہ اثرات پیدا کرتے ہیں۔ ایجنڈا۔۲۱ میں یہ اُجاگر کیا گیا کہ پائیدار ترقی کو حاصل کرنے میں تعلیم بشمول رسمی تعلیم، عوامی آگہی اور تربیت کو ایسے طریقۂ کار کے طور پر تسلیم کیا جائے جس کے ذریعے انسان اور معاشرہ اپنی پوری صلاحیتوں تک پہنچ سکیں اور یہ کہ حکومتیں ایسے لائحۂ عمل بنائیں جن سے ماحول اور ترقی کو تعلیم کے ہر شعبے میں نقطۂ اتصال کے طور پر شامل کیا جائے۔ تعلیم برائے پائیدار ترقی لوگوں کو اس بات پر آمادہ کرتی ہے کہ وہ ان پیچیدگیوں کو سمجھیں اور اس کرۂ ارض پر پائیداری کو پیش آنے والے خطرات

کو جانچیں تا کہ لوگ پائیدار مستقبل کے لئے کام کریں اور اسی کے مطابق فیصلے کریں۔

## ۴_۱ اقوام متحدہ کی تعلیم برائے پائیدار ترقی کی دہائی ۲۰۱۴_۲۰۰۵

تعلیم برائے پائیدار ترقی کی اہمیت کو جانتے ہوئے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ۲۰۱۴_۲۰۰۵ کو اقوام متحدہ کی تعلیم برائے پائیدار ترقی کی دہائی قرار دیا اور یونیسکو کو یہ ذمہ داری سونپی گئی کہ وہ اس پر عملدر آمد کرائے۔ دہائی کا مقصد متعلقہ لوگوں میں باہمی روابط کا فروغ، تعلیم برائے پائیدار ترقی میں تعلیم و تعلّم کے معیار میں بہتری، صدی کے ترقیاتی اہداف کو تعلیم برائے پائیدار ترقی کے ذریعے حاصل کرنے میں ملکوں کی مدد اور تعلیم میں بہتری لانے کے لئے تعلیم برائے پائیدار ترقی کو تعلیمی اصلاحات کا حصہ بنانا ہے۔ دہائی کے اہداف میں یہ طے کیا گیا کہ تعلیم برائے پائیدار ترقی کا فروغ ہر قسم کی تعلیم، عوامی آگہی اور تربیت کے ذریعے کیا جائے اور پائیدار ترقی میں تعلیم کے اہم کردار کو اُجاگر کیا جائے۔

## ۵_۱ تعلیم برائے پائیدار ترقی کے کلیدی موضوعات

یونیسکو نے اس دہائی کو منانے کے لئے ایک بین الاقوامی عمل درآمد سکیم یا فریم ورک بنایا ہے اور تعلیم برائے پائیدار ترقی کے فروغ کے لئے درج ذیل موضوعات کو تعلیم و تعلّم میں شامل کرنے کے لئے چُنا ہے۔

### ۱_۵_۱ آب و ہوا میں تبدیلی کے اثرات (Climate Change)

ساری دنیا کی توجہ اس بات پر مرکوز ہے کہ تعلیم ہی ایسا ذریعہ ہے جس سے ہم لوگوں کو آب و ہوا میں تبدیلی کے پائیدار ترقی پر بُرے اثرات کے بارے میں آگہی دے سکتے ہیں۔ لوگوں کی زندگیوں پر دنیا میں بڑھتی ہوئی گرمی (Global Warming) کے مضر اثرات کی طرف توجہ دِلا سکتے ہیں اور انہیں اس بات پر آمادہ کر سکتے ہیں کہ وہ اپنے رہن سہن کے انداز بدلیں اور یہ جان لیں کہ آب و ہوا کی تبدیلی کی بڑی وجہ ہماری فیکٹریوں سے نکلنے والا دُھواں اور فاسد مادے اور ماحولیاتی آلودگی ہے۔ تعلیم ہمارے رویوں اور اقدار میں تبدیلی لاتی ہے اور ہمیں اس بات پر آمادہ کرتی ہے کہ ہم اس آب و ہوا کو مزید آلودہ نہ کریں اور نہ ہی بڑھتی ہوئی گرمی کے مضر اثرات میں اضافے کا سبب بنیں۔

## ۲۔۵۔۱ حیاتیاتی تنوع میں کمی (Biodiversity)

حیاتیاتی تنوع ہر قسم کی زندگی، نباتات اور حیوانات میں موجود ہے اور زندگی کو خوبصورت بنانے میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے لیکن انسان کی بہت سی سرگرمیوں خاص طور پر آبادی کے بڑھنے اور انسان کی بڑھتی ہوئی ضریات کے باعث، ساری دنیا کی آب وہوا میں تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں جس کا براہِ راست اثر حیاتیاتی تنوع پر پڑتا ہے اور اس حیاتیاتی تنوع میں دن بدن کمی آتی جا رہی ہے۔ اسے بچانے کی اشد ضرورت ہے ورنہ زندگی روکھی پھیکی اور بے معنی ہو کر رہ جائے گی۔ تعلیم ہی ایسا ذریعہ ہے جو ہمارے رویوں اور اقدار میں ایسی تبدیلی لاتا ہے جس سے ہم حیاتیاتی تنوع کو محفوظ رکھنے کے قابل ہو جاتے ہیں اور دنیا پر موجود زندگی مزید خوبصورت ہو جاتی ہے۔

## ۳۔۵۔۱ ثقافتی تنوع اور بین الثقافتی مفاہمت کا فروغ (Cultural Diversity)

انسان صدیوں سے دنیا کے ہر کونے میں آباد ہے۔ جب لوگوں نے اکٹھے رہنا اور اکٹھے کام کرنا شروع کیا تو آہستہ آہستہ مختلف اقسام کی ثقافتوں کی بنیاد پڑی۔ یہی ثقافتوں کا تنوع انسان میں مہارتوں، اقدار اور رویوں کا ایک ایسا امتزاج پیدا کرتا ہے جس سے وہ ماضی کے تجربات کی روشنی میں مستقبل کی راہیں متعین کرتا ہے۔ تعلیم برائے پائیدار ترقی دوسروں کا احترام، حفاظت اور ثقافتی تنوع برقرار رکھنے میں مدد کرتی ہے اور لوگوں کو اس بات پر آمادہ کرتی ہے کہ وہ ایک دوسرے کے نقطۂ نظر کو سمجھیں، دوسروں کی ثقافت کا احترام کریں اور ساری دنیا کے ثقافتی ورثہ کو محفوظ کریں۔

## ۴-۵-۱ آفات کے خطرات کو کم کرنے کی تعلیم (Disaster Risk Reduction)

پائیدار ترقی کا فلسفہ ہمیں یہ بتاتا ہے کہ ترقی ایک مسلسل جاری رہنے والا عمل ہے اور تعلیم اس میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ تعلیم برائے پائیدار ترقی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ماحول کو سازگار رکھا جائے تاکہ پائیدار ترقی کے مقاصد حاصل ہوتے رہیں لیکن بسا اوقات قدرتی اور انسان کی پیدا کردہ آفات اس سارے عمل میں رکاوٹ ڈال دیتی ہیں۔ قدرتی آفات اچانک آتی ہیں۔ ان میں شدت ہوتی ہے اور یہ بہت

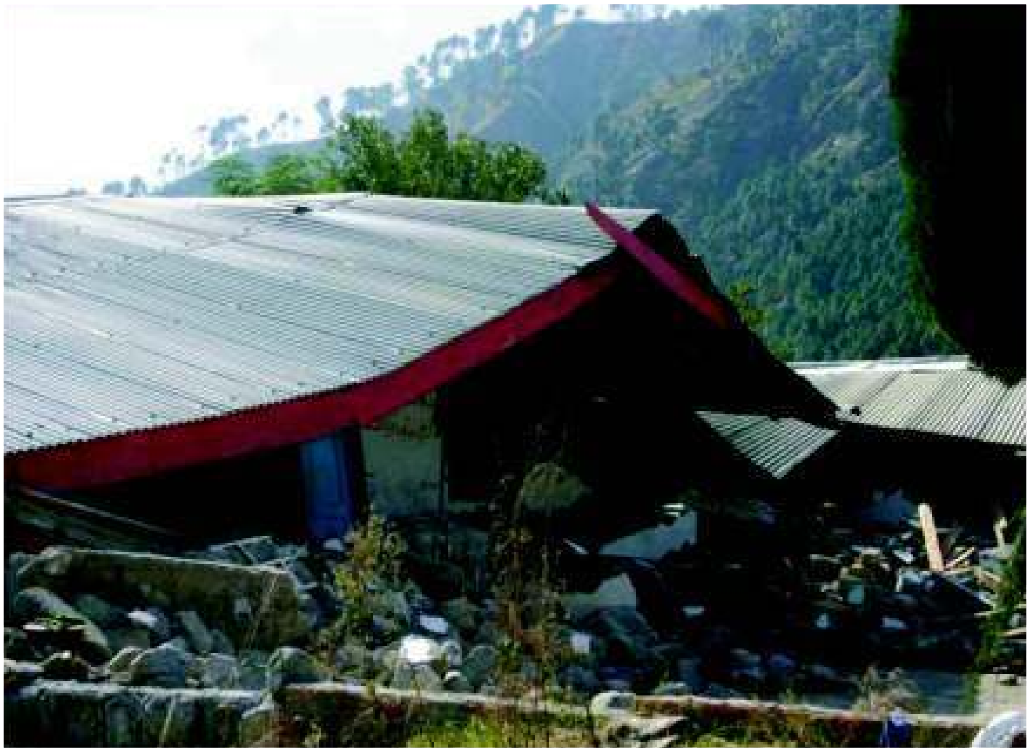

زیادہ جانی اور مالی نقصانات کا باعث بھی بنتی ہیں۔ تعلیم ہمیں اس بات کا شعور دیتی ہے کہ ان آفات سے کیسے نمٹا جائے اور ان سے ہونے والے نقصانات کو کیسے کم کیا جائے۔ دوسری طرف انسان کی پیدا کردہ آفات اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ ہم تعلیم کے ذریعے لوگوں کے رویوں میں ایسی تبدیلی لائیں کہ وہ آفات کے متعلق تفصیلاً جانیں، اُن کے پیدا ہونے کے اسباب وعوامل کو سمجھیں اور اُن سے نمٹنے کے لئے ضروری تیاری کریں تاکہ نقصانات کم سے کم ہوں۔

## ۱۔۵۔۵ حفظانِ صحت اور بیماریوں سے بچاؤ (Health Promotion)

انسانوں کی صحت براہِ راست ان کی صحت مندانہ سرگرمیوں، ماحول اور معیشت پر اثر انداز ہوتی ہے۔
بھوک، ناکافی خوراک، ملیریا، پانی سے پیدا ہونے والی بیماریاں، نشہ، ایچ آئی وی ایڈز اور دیگر مہلک بیماریاں صحت پر بہت منفی اور بُرے اثرات مرتب کرتی ہیں۔ خراب صحت انسان کی روزمرہ کی کارکردگی پر بہت زیادہ منفی اثرات مرتب کرتی ہے۔ تعلیم برائے پائیدار ترقی ہمیں ان منفی اور مضر اثرات سے آگاہ کرتی ہے اور ہمارے رویوں میں ایسی تبدیلی لاتی ہے جس سے ہمیں ان سے محفوظ رہنے میں مدد ملتی ہے اور ہم بہتر صحت کی بدولت پائیدار ترقی میں اضافے کا سبب بھی بنتے ہیں۔

## ۱۔۵۔۶ غربت میں کمی کرنا (Poverty Reduction)

تعلیم، غربت میں کمی اور پائیداری کے مابین ایک گہرا تعلق ہے۔ غریب لوگ ماحول اور معاشی و سماجی حالات سے بہت زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ تعلیم برائے پائیدار ترقی ماحول کو بہتر بنا کر روزی میں اضافے، معاشی تحفظ اور آمدنی بڑھانے کے مواقعوں میں اضافہ کرتی ہے اور انہیں اس قابل بناتی ہے کہ وہ غربت کے موذی چکر سے باہر نکلیں اور معاشرے کے کارآمد شہری بن سکیں۔ بامقصد تعلیم جو موجودہ حالات کے عین مطابق ہو لوگوں کی زندگیوں کو بدلنے کی طاقت رکھتی ہے۔ تعلیم کے ذریعے ہنرمند لوگ پیدا ہوتے ہیں جو اپنی صلاحیتوں کے بل بوتے پر اپنی آمدن میں اضافہ کرتے ہیں، اپنی اور اپنے معاشرے کی غربت میں کمی لاتے ہیں اور ترقی کو پائیدار بنانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

## ۷۔۵۔۱ صنفی برابری کو یقینی بنانا (Gender Equality)

تعلیم سب کے لئے اور صدی کے اہداف اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ ہم ۲۰۱۵ء تک صنفی برابری کو یقینی بنائیں۔ صنفی برابری کی وجہ سے وہ لوگ جو عدم تحفظ کا شکار ہوتے ہیں جیسا کہ لڑکیاں، عورتیں، خانہ بدوش بچیاں اور غربت کے مارے ہوئے لوگ، وہ بھی اس قابل ہو جاتے ہیں کہ وہ آب و ہوا میں تبدیلی، شدید موسم اور قدرتی آفات کے ان کی زندگیوں پر اثرات کو سمجھ سکیں، ان کا مقابلہ کر سکیں اور گھروں اور سماج میں موجود خطرات کو قابو کرنے میں اہم کردار ادا کر سکیں۔

## ۸۔۵۔۱ امن اور لوگوں کی حفاظت (Peace and Human Security)

امن اور حفاظت کی فضا میں رہنا انسانی وقار اور ترقی کے لئے ایک بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ امن، ترقی اور ماحول کی حفاظت تینوں کو الگ الگ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ان تینوں کا آپس میں ایک گہرا ربط اور تعلق ہے۔ تعلیم کے ذریعے لوگ امن سے اکٹھے رہتے ہیں اور جھگڑوں سے دُور رِہ کر پائیدار ترقی کے فروغ کے لئے کام کرتے ہیں۔ تعلیم شدید جھگڑوں کے بعد بھی باہمی افہام و تفہیم کے ذریعے اکٹھے رِہ کر جینا سکھاتی ہے۔ تعلیم کے ذریعے ہی لوگ ایسے علوم، اقدار، مہارتیں اور رویے سیکھتے ہیں جو آگے چل کر امن کے فروغ میں مدد دیتے ہیں۔

## ۹۔۵۔۱ برداشت پیدا کرنا (Tolerance)

برداشت ایک ایسا معتدل، معروضی اور متحمل رویہ ہے جس سے دوسروں کی آراء، ان کے طور طریقوں، نسل، مذہب اور قومیت سے اختلافات کے باوجود ان کے خیالات، نقطۂ نظر اور عقیدوں کا احترام کرنا سکھاتا ہے۔ برداشت ایک ایسی قوت ہے جو دوسروں کا نقطۂ نظر سمجھنے میں مدد دیتی ہے، دوسروں کے عقائد کا احترام کرنا سکھاتی ہے اور ناموافق حالات، دُکھ اور تکلیف کو برداشت کرنے کا حوصلہ پیدا کرتی ہے۔ عدم برداشت خصوصاً مذہبی معاملات میں عدم برداشت سے بہت سے مسائل جنم لیتے ہیں اور زندگی ناخوشگوار ہو جاتی ہے۔ تعلیم برائے پائیدار ترقی کا یہ منشا ہے کہ انسان میں برداشت کا حوصلہ پیدا ہو جس سے ماحول کو

سازگار کرنے میں مدد ملتی ہے اور ترقی کی راہیں ہموار ہوتی ہیں۔

### ۱۰-۵-۱ سماجی انصاف کو فروغ دینا (Social Justice)

سماجی انصاف سے مراد معاشرے کے ہر طبقے کو برابری اور ہم آہنگی کے ساتھ انصاف مہیا کرنا ہے خواہ ان کا تعلق کسی بھی رنگ و نسل یا قبیلے سے ہو یا وہ اقلیت سے تعلق رکھتے ہوں یا ان کا تعلق معاشرے کے محروم گروہوں سے ہو یا وہ غربت، ذہنی، جسمانی یا کسی اور معذوری کا شکار ہوں۔ سماجی انصاف انسانوں کے حقوق کا تحفظ کرتا ہے اور انسانوں کی عزت و وقار کو مجروح ہونے سے بچاتا ہے اور اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ معاشرے میں ہر چیز کی تقسیم کا طریقۂ کار انصاف کے اُصولوں پر مبنی ہو۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ معاشرے میں سب کے پاس آگے بڑھنے کے یکساں مواقع ہوتے ہیں اور لوگ وراثتی فوائد کی بجائے اپنی صلاحیتوں کے بل بوتے پر آگے بڑھتے ہیں۔ سماجی انصاف اس بات کی بھی ترغیب دیتا ہے کہ لوگ اپنے حقوق پہچانیں اور ہم آہنگی خصوصاً مذہبی ہم آہنگی اور رواداری کو فروغ دیں۔ سارے الہامی مذاہب سماجی انصاف کی تلقین کرتے ہیں جس کی وجہ سے معاشرے کی ناہمواریوں، غربت، دولت کی غیر منصفانہ تقسیم، ارتکازِ دولت اور ترقی کے نامنصفانہ مواقعوں سے نجات ملتی ہے۔ تعلیم برائے پائیدار ترقی کا بھی یہی منشا ہے کہ ہر انسان کو آگے بڑھنے کے یکساں مواقع میسر ہوں، انسانوں کو ان کے حقوق ملیں، ان کی عزت اور وقار میں اضافہ ہو اور وہ اپنی صلاحیتوں کے بل بوتے پر ترقی کرتے چلے جائیں تاکہ پورا معاشرہ ترقی کرے اور سماجی انصاف کو بھی فروغ ملتا رہے۔

## ۶-۱ تعلیم برائے پائیدار ترقی کے لئے لائحہ عمل

یونیسکو نے تعلیم برائے پائیدار ترقی کے لئے درج ذیل چار اہم لائحہ عمل طے کئے ہیں:

### ۱-۶-۱ بنیادی تعلیم میں رسائی اور برقراری کو بہتر کرنا (تعلیم سب کے لئے Education for All)

تعلیم ہر شخص کا بنیادی حق ہے اس لئے طویل المدتی ترقی اور لوگوں میں ہم آہنگی کے لئے یہ اہم ہے کہ ہر بچہ اسکول میں داخل ہو اور پھر اسکول میں اس وقت تک رہے جب تک وہ معیاری بنیادی تعلیم مکمل نہیں کر

لیتا۔ یہ انتہائی ضروری ہے کیونکہ تعلیم ہی ہے جس کے ذریعے طلبہ اور آئندہ نسلیں علم، مہارتیں، اقدار اور بہتر نقطۂ نظر حاصل کر سکتے ہیں جو ان کو اس قابل بنا دے گا کہ ان کے پاس مستقل معاش ہوگا اور وہ ہمیشہ کے لئے بہترین زندگی گزار سکیں گے۔ یہ تعلیم سب کے لئے اور اس صدی کے ترقیاتی اہداف میں سے ہدف نمبر ۲ کے مطابق ہے۔

## ۲۔۶۔ا پہلے سے موجود تعلیمی پروگراموں میں پائیداری کی دوبارہ سمت بندی کرنا

(نصابی اصلاحات (Curricular Reforms))

طلبہ کو اس قابل ہونا چاہیئے کہ جب وہ عملی زندگی میں داخل ہوں تو وہ کل کو پیش آنے والے پائیداری کے حوالے سے چیلنجز کا مقابلہ کر سکیں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ نصاب کو پائیداری کے حوالے سے دیکھا جائے۔ درسی کتابیں، تعلیم و تعلّم کے طریقے اور تشخیص کے طریقۂ کار کو دوبارہ دیکھنے کی ضرورت ہے تاکہ وہ پہلے سے بہتر ہو سکے اور پائیداری ایک مرکزی موضوع کے طور پر سامنے آئے۔ پائیداری، پائیدار ترقی، ماحول، غربت میں کمی، امن اور برداشت کے متعلق نظریات نصاب میں شامل کئے جائیں اور انہیں تعلیمی نظام کے ساتھ ہم آہنگ کیا جائے۔

## ۳۔۶۔ا لوگوں میں پائیداری کے بارے میں سمجھ بوجھ اور آگہی میں اضافہ کرنا

(جمہور یا عوام الناس کی تعلیم (Public Awareness))

پائیداری اور پائیدار ترقی کے نظریات کو نئی نسلوں تک پہنچانے اور نتائج حاصل کرنے میں وقت چاہیئے۔ تیزی سے بڑھتی ہوئی ترقی، شہروں کی طرف آبادیوں کا رُجحان اور جنگوں کی وجہ سے ماحول کی صورت بہت ابتر ہو رہی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ جمہور یعنی عام لوگوں بشمول والدین، شہری اور مقامی سماجی گروہوں کو پائیداری کے متعلق تعلیم دی جائے تاکہ سوسائٹی میں پائیدار ترقی کو فروغ مل سکے۔

## ۴-۶-۱ ہر شعبے میں کام کرنے والوں کو تربیت دینا (معیشت کے شعبے (Economic Sectors))

اس بات کی ضرورت ہے کہ مزدور، کسان، آجر اور اجیر سب کو پائیداری کے مسائل، اُصول وضوابط اور اقدار کے متعلق تعلیم دی جائے جو پائیدار ترقی میں ممد ومعاون ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کو اس بات پر آمادہ کیا جائے کہ وہ مقامی، علاقائی اور قومی سطح پر پائیداری کو فروغ دیں۔ تعلیم برائے پائیدار ترقی کا معیشت کے مختلف شعبوں میں نوکری سے پہلے اور کام کی جگہ پر تربیت کے دوران سب کو بتایا جائے اور ان پر عمل کرنے کی ترغیب دی جائے۔

# باب ۲

# مثالی اُستاد کی خصوصیات
# Characteristics of an ideal TEACHER

## ۲۔۱ تعارف Introduction

اس سبق کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ تربیت میں شریک اساتذہ کو وہ باتیں یاد دلائی جائیں جوان کو نہ صرف ایک ادارے میں بلکہ پورے معاشرے میں ایک قابل احترام ہستی بناتی ہیں۔ ان خصوصیات کو پڑھنے اور سمجھنے کے بعد شرکاء خوداحتسابی کے اہل ہونگے۔

علم، تعلیم او تعلم اُستاد کے تصور سے رابطہ ہیں۔ استاد وہ ہستی ہے جس کے ذریعے علم کی ندیاں بہہ کر طلباء اور طالبات تک پہنچتی ہیں۔ اُستاد رسمی ہو یا غیر رسمی، شاگردوں کے لیے ایک نمونہ ہے۔ شاگردوں پر اُستاد کا اثر دائمی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ اگر یہ اثر شاگردوں میں نفی جذبات کو فروغ دے تو شاگردوں کے یہ نفی جذبات معاشرے میں مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتی ہیں۔ یہی اثر اگر مثبت جذبات کو فروغ دے تو بھی اس کے ثمرات معاشرے تک پہنچتے ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اُستاد مثالی بننے کی کوشش کرے۔ مثالی اُستاد میں درجہ ذیل خصوصیات پائی جاتی ہیں:

## ۲۔۲ تفصیلات Details

- ★ وہ تخلیقی صلاحیت کا حامل ہو اور شاگردوں کی تخلیقی گوشوں کو فعال کرے۔ خواہ یہ گوشے سائنس سے متعلق ہوں یا ادب ولسانیات سے، ریاضی سے متعلق ہوں یا فنون لطیفہ سے۔ تحقیق سے متعلق ہوں یا تالیف سے۔
- ★ وہ تنقیدی حس کا حامل ہو۔ عام مفہوم میں تنقید منفی رجحانات کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ لیکن اصطلاح میں تنقید کسی بات یا دلیل کے دونوں پہلوؤں کو پرکھنے کو کہتے ہیں۔ اگر کسی اُستاد میں یہ صلاحیت موجود نہ ہو۔ تو اس کے شاگرد ایک اچھے ''نقال'' ضرور ہوں گے لیکن مدلل اور غیر مدلل بات کو پرکھنے کے اہل نہیں ہونگے۔
- ★ وہ اپنے مضمون کا واقعتاً ماہر ہو یعنی جو مضمون وہ پڑھاتا ہے اس مضمون پر عبور رکھتا ہو۔ اس کی باریکیوں سے

واقف ہو، پیچیدگیوں کو جانتا ہو اوراس کے نظریاتی اور عملی پہلوؤں سے بخوبی واقف ہو۔ یہ خصوصیت اس لیے ضروری ہے کہ اس علمی مہارت کے بغیر وہ شاگردوں کو مطمئن نہیں کرسکتا اوران کے سوالوں کا تسلی بخش جواب نہیں دے سکتا۔

- ★ اس کا اندازِ تعلّم دلنشین ہو۔ اندازِ تعلّم میں لسانی اور بدنی حرکات دونوں ضروری ہیں کیونکہ شاگرد استاد کو دیکھتے بھی ہیں اور سنتے بھی۔ اندازِ تعلّم کو مشق کے ذریعے مؤثر اور نتیجہ خیز بنایا جاسکتا ہے۔
- ★ ایماندار ہو۔ ایمانداری کا مطلب یہ ہے کہ وہ پڑھانے کے اُصولوں کی پاسداری کرے۔ جن میں منصوبہ بندی، عمومی اور خصوصی مقاصد کا تعین، سبق کا متن اوراس کے جزئیات، متن سے متعلق سوالات جانچنے کا طریقہ کار اور خلاصے کی تیاری شامل ہیں۔ ان باتوں پر عمل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اُستاد ایماندار ہو۔
- ★ مثالی اُستاد بننے کے لیے ضروری ہے کہ وہ شاگردوں کے لیے ایک قابل تقلید نمونہ بنے۔ یہ اس وقت ممکن ہے جب وہ اچھے کردار اور اچھے اخلاق کا حامل ہو۔ جھوٹ نہ بولتا ہو۔ شاگردوں کے سامنے سگریٹ یا نسوار کا استعمال نہ کرتا ہو۔ فحش گفتگو سے پرہیز کرتا ہو اور متعصّبانہ رویوں سے پاک ہو۔ کیونکہ تعصب کی وجہ سے شاگردوں پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ کلاس میں استاد ''آکسیجن'' کی طرح بے بو، بے ذائقہ اور بے رنگ ہونا چاہیے اور آکسیجن ہی کی طرح زندگی بخش ہونا چاہیۓ۔ بچے بہت حساس ہوتے ہیں۔ وہ متعصّبانہ رویوں کو فوراً سمجھ لیتے ہیں۔ جس سے ان کی زندگیوں پر دیرپا اثرات مرتب ہوتے رہتے ہیں۔ استاد کو اس بات سے سروکار نہیں

کہ کلاس میں میاں صاحب بیٹھا ہے یا سفید فام، پنجابی بیٹھا ہے یا پٹھان، سنّی بیٹھا ہے یا شیعہ اس کا فرض یہ ہے کہ وہ لسانی، قومی، قبائلی، ملکی، گروہی اور علاقائی جذبات سے پاک ہو کر اس مقصد پر توجہ مرکوز کرے جس کو وہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔

- ★ مثالی استاد رہنما بھی ہوتا ہے اور رہنما کی ذمہ داری منزل کی نشاندہی ہی نہیں بلکہ منزل تک پہنچنے کے لیے ذرائع پر بھی معلومات فراہم کرنا ہے۔ رہنما کی ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ سستی، کاہلی، نا اُمیدی اور بددلی کا مظاہرہ نہ کرے۔ وہ شاگردوں کو زندگی کے مسائل پر قابو پانے کے لیے اُبھار سکتا ہے اور ان کو مستقبل کی ذمہ داریوں کے لیے تیار کر سکتا ہے۔
- ★ مثالی اُستاد بننے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ وقت کی اہمیت کو جانتا ہو۔ وقت کا پابند ہو اور وقت کو بحیثیت توانائی کے استعمال کرنا بھی جانتا ہو۔ پھر وہ وقت پر کلاس شروع کرے گا اور مقررہ وقت میں ختم کرے گا۔ وقت کی پابندی کا اثر شاگردوں پر ہوگا وہ اپنی زندگی میں وقت کی پابندی کریں گے اور ذمہ دار شہری بنیں گے۔
- ★ مثالی استاد بننے کے لیے بہترین منتظم ہونا بھی ضروری ہے بہترین منتظم بننے کے لیے ضروری ہے کہ بچوں کی نفسیات، ان کی ضروریات، دلچسپیوں اور تجسّس سے واقف ہو یہ بھی ضروری ہے کہ مصنوعی غصہ کرنا جانتا ہو اور کچھ حد تک اداکاری کی صلاحیت کا حامل ہو کیونکہ بچوں سے کام لینے، سبق یاد کروانے اور ان کو مختلف ہنر سکھانے کے لیے اس کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔
- ★ اُستاد نہ صرف اپنے مضمون کا ماہر ہو بلکہ معلومات عامہ، تاریخ، جغرافیہ، مقامی مسائل اور ثقافتی پیچیدگیوں سے بھی واقف ہو۔ کیونکہ کلاس میں پڑھاتے وقت استاد کو مختلف مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے یا سبق میں ایسے حوالے ہوتے ہیں جن کا تعلق اس مضمون سے نہیں ہوتا جس کا وہ ماہر ہو۔ یہ صلاحیت اس لیے بھی ضروری ہے کہ بعض اوقات کوئی اُستاد نہ ہونے کی صورت میں دوسرے مضامین کو بھی پڑھانا پڑھتا ہے۔
- ★ ایک اچھے استاد بننے کے لیے یہ بات بھی اہم ہے کہ وہ علم حاصل کرنے کے جذبے سے سرشار ہو۔ کتاب بینی کی عادت ہو تاکہ دنیا میں ہونے والے نت نئے تجربات، علمی کام، تحقیقی کارنامے اور تبدیلیوں سے واقف رہے اور نئے نئے طریقہ ہائے تدریس کے بارے میں باخبر رہے۔

★ جدید دور میں یہ بات بھی استاد کی فرائض منصبی میں سے ہے کہ وہ کمپیوٹر اور کمپیوٹر کے تکنیکی مسائل اور ہنر سے واقف ہو تا کہ وہ کمپیوٹر کی مہارت کو وقت اور توانائی بچانے کے لیے استعمال کر سکے اور اسباق کی منصوبہ بندی مؤثر طریقے سے کر سکے۔

★ اُستاد معاشرے میں اپنا مقام خود پیدا کرتا ہے اور یہ مقصد جدوجہد کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ معاشرے میں مقام حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ استاد ایسے کاموں میں ملوث نہ ہوں جو اعلیٰ کردار اور معاشرتی تصویر کو بگاڑ دیں۔ مثال کے طور پر:

- سیاست میں ملوث نہ ہو کیونکہ سیاست میں ملوث استاد تعصب سے پاک نہیں ہوسکتا۔ نیز سیاست میں ملوث استاد اپنے وقت اور توانائی پر بُرا اثر ڈالتا ہے۔
- ایسے عادات کا شکار نہ ہو جو اخلاق وتہذیب کے خلاف ہوں۔ استاد کو اعلیٰ اخلاق کا نمونہ ہونا چاہیئے۔ نرم گفتار ہونا چاہیئے۔ بردبار اور متحمل ہونا چاہیئے۔ کیونکہ بچوں کو پڑھانا مشقت طلب اور صبر آزما کام ہے۔
- غیر محتاط رویوں سے پرہیز کرے کیونکہ اسکول سے باہر بازار میں، کھیل کے میدان میں، غم اور خوشی کے محفلوں میں کوئی بھی غیر محتاط رویہ اس کے شاگردوں پر منفی اثر ڈال سکتا ہے۔
- گاؤں سے تعلق رکھنے والے اساتذہ کپڑوں اور صفائی کا اتنا خیال نہیں رکھتے لہٰذا ایک مثالی استاد بننے کے لیے یہ بھی بہت ضروری ہے کہ وہ اپنے کپڑے، بٹن اور جوتوں کا خیال رکھے۔ بصورت دیگر اس کی شخصیت غیر مؤثر ہوگی۔

## کلاس میں کروانے کی سرگرمیاں
## (Exercises/ Activities for the Class)

شرکاء سے کہا جائے کہ ان کے ذہنوں میں ایک مثالی استاد کے کیا خصوصیات ہیں۔ان کی فہرست اور تفصیل کلاس میں پیش کرے۔شرکاء سے کہا جائے کہ مذکورہ خصوصیات میں سے اُن میں کونسی خصوصیات پائی جاتی ہیں۔اوران کا بھی ذکر ہوجائے جواُن میں نہیں ہیں۔

شرکاء سے اس موضوع پر بھی کام کرایا جائے کہ ان کے دعوؤں اور عملی کام میں کوئی خلا ہے یا نہیں۔شرکاء سے کہا جائے کہ وہ یہ سوالنامہ ایماندارانہ طور پر بھر دیں۔

۱۔ میں کلاس میں دیر سے جاتا ہوں۔

(الف) اکثر (ب) ہمیشہ (ج) شاذونادر (د) کبھی بھی نہیں

۲۔ میں شاگردوں کے لیے ایک قابل تقلید نمونہ بننے کی کوشش کرتا ہوں۔

(الف) اکثر (ب) ہمیشہ (ج) شاذونادر (د) کبھی بھی نہیں

۳۔ میں شاگروں کی تخلیقی اور تنقیدی صلاحیتوں کو اُجاگر کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

(الف) اکثر (ب) ہمیشہ (ج) شاذونادر (د) کبھی بھی نہیں

۴۔ میں کلاس میں مکمل تیاری کے ساتھ جاتا ہوں۔

(الف) اکثر (ب) ہمیشہ (ج) شاذونادر (د) کبھی بھی نہیں

۵۔ میں سبق سازی کے اُصول پر عمل کرتا ہوں۔

(الف) اکثر (ب) ہمیشہ (ج) شاذونادر (د) کبھی بھی نہیں

۶۔ میں مختلف موضوعات پر کتابیں پڑھتا رہتا ہوں۔

(الف) اکثر (ب) ہمیشہ (ج) شاذونادر (د) کبھی بھی نہیں

نوٹ: اگر جواب ''الف'' یا ''ب'' ہو، تو چار پانچ کتابوں کی تفصیل نیچے لکھے۔

۷۔ میں کلاس میں تعصب کا مظاہرہ کرتا ہوں۔

(الف) اکثر (ب) ہمیشہ (ج) شاذونادر (د) کبھی بھی نہیں

۸۔ میں شاگردوں میں اخلاقی اقدار پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

(الف) اکثر (ب) ہمیشہ (ج) شاذونادر (د) کبھی نہیں

سوالنامے کا تجزیہ کر کے کلاس میں پیش کیا جائے اور شرکاء سے کہا جائے کہ وہ اپنے اپنے اسکولوں میں یہ سرگرمی کرواتے رہیں۔

باب ۳

# امن زندگی ہے
# Peace is Life

## Introduction تعارف

اس سبق کا عمومی مقصد یہ ہے کہ تربیت میں شریک اساتذہ امن اور زندگی کے تعلق کو شعوری طور پر جان سکیں اور اس سبق کا خصوصی مقصد یہ ہے کہ شرکاء اپنے معاشرتی ماحول میں امن کے فقدان پر غور کریں۔ ان اسباب کو سمجھیں جو معاشرے میں انتشار کا موجب ہیں تا کہ وہ اپنے معاشرتی ماحول میں امن کو پھیلانے کے لئے کام کر سکیں۔

زندگی کی خوبصورتی کا انحصار امن پر ہے۔ امن ہو تو زندگی کا ہر لمحہ لطف انگیز اور ہر گوشہ معنی خیز ہوتا ہے۔ انسانی تعلقات بار آور ثابت ہوتے ہیں۔ معاشرے میں مسائل کم اور روابط مضبوط ہوتے ہیں۔ جس کا مثبت اثر معاشرے میں بسنے والے ہر فرد پر ہوتا ہے۔ امن کا تعلق انسانی نفسیات سے بھی ہے اور معاشرتی تعلقات سے بھی۔ معیشت بھی امن سے جڑی ہے تو سیاسی استحکام بھی امن سے حاصل ہوتا ہے۔ تعلیمی میدان میں ترقی کا انحصار بھی امن پر ہے تو معاشرے میں صحت مند رویے بھی امن کی وجہ سے پروان چڑھتے ہیں۔ امن کے مثبت اثرات سے ہر عمر کے افراد فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ ان حقائق کی روشنی میں اس نکتے کو سمجھنا مشکل نہیں کہ امن زندگی ہے۔

زندگی انسانی نفسیات سے جڑی ہوئی ہے لہٰذا نفسیاتی امن بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ نفسیاتی امن کا مطلب یہ ہے کہ انسان، معنوی تضاد کا شکار نہ ہو مضرِ حیات جذبات یعنی نفرت، حسد، غصہ، غرور، نا اُمیدی، حرص اور نفس پرستی میں مبتلا نہ ہو۔ یہ مضرِ حیات جذبات ذہنوں میں منفی روّیے پیدا کرتے ہیں۔ اور منفی روّیوں کے اثرات انفرادی، بین الاقوامی، گھریلو، معاشرتی، سیاسی اور معاشی معاملات پر پڑتے ہیں۔ یہاں ایک نازک نکتہ تفصیل طلب ہے وہ یہ کہ امن کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ مضر حیات جذبات سرے سے معدوم ہوں جو کہ حقیقت کی نشانی ہے۔ امن کا مطلب یہ ہے کہ مضرِ حیات جذبوں کا مقابلہ حیات انگیز اقدار سے کیا جائے، نفرت کو نفرت سے نہیں مٹایا جا سکتا۔ نفرت کو محبت سے مٹانا آسان ہے۔ غصے کا جواب غصے سے دیا جائے تو کوئی نتیجہ حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ نرمی کے ذریعے غصے پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ اسی طرح قربانی وایثار کے جذبے کو حرص کے خلاف بطور ہتھیار استعمال کیا جا سکتا ہے۔ غرور

کی دوا خاکساری ہے۔ یاس اور نا اُمیدی کو مٹانے کے لیے ضروری ہے کہ اُمید انگیز جذبات کو فروغ دیا جائے۔

اس لیے مذہب میں مضرِ حیات جذبات کے لیے جگہ نہیں ہوتی۔ مذہبی اصطلاح میں مضرِ حیات جذبات کو گناہ کہا جاتا ہے۔ مذہب کی زبان میں ہر اس کام یا روّیے کو گناہ کہا جاتا ہے جو زندگی میں انتشار پیدا کرے۔ انتشار امن کی ضد ہے لہٰذا انتشار سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ حیات انگیز جذبے کی اہمیت کو سمجھا جائے اور ہر سطح پر ان کو فروغ دینے کی کوشش کی جائے۔

نفسیاتی امن کسی فرد کی ذاتی زندگی سے لے کر معاشرے کی سطح تک پھیلا ہوا ہے۔ اگر کوئی فرد نفسیاتی طور پر مطمئن نہ ہو تو بے اطمینانی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ جس کو مٹانے کے لے نشہ آور اشیاء کا استعمال ہوتا ہے۔ نشہ آور اشیاء کا استعمال نہ صرف معاشی مسائل پیدا کرتا ہے بلکہ نشہ کرنے والے انسان کو آہستہ آہستہ موت کی طرف دھکیلتا ہے۔ ایک طرف اگر نفسیاتی بے اطمینانی نشہ استعمال کرنے پر مجبور کرتی ہے تو دوسری طرف حرص اور لالچ نشہ آور اشیاء کی فیکٹریاں لگانے پر اُکساتے ہیں۔

نفرت ایک مضرِ حیات جذبہ ہے۔ معاشرے میں فساد کی بنیاد نفرت ہے۔ نفرت کی وجہ سے بین الاقوامی، بین الگروہی، بین العلاقائی اور بین الملکی دشمنیاں پیدا ہوتی ہیں اور دشمنیاں ہتھیاروں کو جنم دیتی ہیں۔ اس طرح بدلہ لینے کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ تاریخ کا ہر طالب علم جانتا ہے کہ آج کی دشمنیوں کا سبب صدیوں پرانی نفرتیں ہیں۔ انسان چاند پر قدم رکھنے کے باوجود اپنے اندر کی عفریت کو قابو نہیں کر سکا ہے۔

ایک اور مضرِ حیات جذبہ غصہ ہے۔ غصہ ایک بحرانی کیفیت کا نام ہے۔ غصے کی حالت میں انسان اچھے برے میں تمیز نہیں کر سکتا۔ منہ سے وہ باتیں نکالتا ہے جو اخلاق، تہذیب، معاشرتی اقدار اور ثقافتی روایات کے اُلٹ ہوتی ہیں۔ اکثر وہ کام کر جاتا ہے جس کا نقصان خود غصہ کرنے والے کو پہنچتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک انسان غصے کی حالت میں دوسرے انسان کو قتل کرتا ہے جس کے نتیجے میں خود تختہ دار تک پہنچ جاتا ہے۔

حسد کا جذبہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب کسی انسان کی کامیابی، دولت، جائیداد وغیرہ ہمارے ذہنوں میں حسد کے جذبات اُکساتی ہیں اور ہم اس تاک میں رہتے ہیں کہ اس انسان کو ان نعمتوں سے محروم کر دیا جائے۔ اگر ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہوتے ہیں تو احساسِ جرم میں مبتلا رہتے ہیں اور ناکام ہوتے ہیں تو ذہنی تناؤ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ایک فرد کے ذہنی تناؤ کا اثر اُس کے گھریلو ماحول پر بھی پڑتا ہے۔ ایک ذہنی پریشان شخص گھریلو ناچاقی کی بنیادی وجہ ہے۔

فرد کی زندگی محدود ہوتی ہے لیکن خواہشات بہت ہیں۔فرد کی ہر خواہش پوری نہیں ہوتی۔اس حقیقت کو سمجھنا عقلمندی کی دلیل ہے اوراس حقیقت کو نہ سمجھنے سے کئی نفسیاتی مسائل جنم لیتے ہیں۔جن کا اثر نفسیاتی امن پر ہوتا ہے۔

دور جدید میں انسانی امن کو خطرہ خود انسان سے ہے۔انسان خود اپنے لیے مسائل پیدا کرتا ہے اور یہ مسائل نفسیاتی اور معاشرتی پیچیدگیاں پیدا کرتے ہیں۔ان پیچیدگیوں سے انتشار پھیلتا ہے جو امن کو نقصان پہنچانے کے مترادف ہے۔

معاشرتی امن کے لیے ضروری ہے کہ ناہمواریاں کم سے کم ہوں۔ان ناہمواریوں کی جڑیں بھی انا اور دوسرے مضرحیات رویوں کے اندر چھپی ہوتی ہے۔ناہمواریوں کا ایک نتیجہ غربت کی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔غربت سے تنگ افراد وہ کام کرگزرتے ہیں کہ جو قانون اور اخلاق کی نظر میں ٹھیک نہیں ہوتااور معاشرتی امن کو نقصان پہنچتا ہے۔غربت کے مارے افراد ایسے گروہوں میں شامل ہوجاتے ہیں جو کالے دھندوں میں ملوث ہوتے ہیں یہ کالے دھندے معاشرتی امن کو برباد کردیتے ہیں۔

مندرجہ بالا تفصیلات کی روشنی میں اس حقیقت کو سمجھنے میں دقت نہیں ہوتی کہ امن کا مفہوم انتہائی گہرا ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی وسیع بھی ہے۔امن کی فضا کو قائم رکھنا انتہائی مشکل کام ہے۔ریاستوں کا بنیادی فریضہ امن کا قیام ہے اورامن قائم کرنے کے لیے طاقت کا استعمال بھی جائز ہوتا ہے۔

امن کے لیے ضروری ہے کہ معاشرے میں معاشی اور سیاسی ناہمواریوں کو کم سے کم کرنے کے ساتھ ساتھ روحانی اور اختلاقی اقدار کو فروغ دیا جائے۔معاشرے میں مادہ پرستانہ عناصر کے غلبے کی وجہ سے مضرحیات روّیے مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتے ہیں اور معاشرتی امن کو بگاڑتے ہیں۔اخلاقی اور روحانی اقدار کو فروغ دینے کے لیے ضروری ہے کہ تاریخ انسانی کے ان کرداروں کی تفصیل نصابوں میں شامل کئے جائیں جنھوں نے روحانی اور اخلاقی اقدار کو اپنانے کے لیے مثالی کام کئے مثلاً بدھا،عیسیٰ علیہ السلام،مولانا رومی یا مادر ٹریسا وغیرہ۔

اسلامی معاشرے میں شدت پسندی اور انتہا پسندی کی ایک بنیادی وجہ دارالعلوم کے نصاب سے شاعری اور خصوصاً صوفیانہ شاعری کو ہٹانا ہے لہٰذا ضروری ہے کہ امن کے پیغام کو عام کرنے کے لیے مولانا روم،سعدی شیرازی، ابوسعید خذری،نسائی،بیدل وغیرہ کے کلام نصاب میں شامل کئے جائیں۔دوسری طرف ان شاعروں کے کلام بھی شامل کئے جائیں جن کا کلام واقعتاً ادبی زبان کا ترجمان ہے۔مثلاً غالب،میر،اختر شرانی،حافظ شیرازی وغیرہ۔

## کلاس میں کروانے کی سرگرمیاں
## (Exercises/ Activities for the Class)

۱۔ کلاس سے پوچھا جائے کہ "امن" کا لفظ ان کو کن تصورات کی یاد دِلاتا ہے اور شرکائے تربیت ان تصورات کی فہرست بنا کر پیش کریں۔

۲۔ شرکائے سے کہا جائے کہ وہ امن سے متعلق اپنے مشاہدے و تجربات کلاس میں پیش کریں۔

۳۔ شرکاء سے پوچھا جائے کہ وہ نفسیاتی امن حاصل کرنے کے لیے کیا تجاویز دیں گے۔

۴۔ شرکاء سے کہا جائے کہ امن اور معیشت، امن اور معاشرت، امن اور گھریلو زندگی، امن اور تعلیم، امن اور علمی ترقی کے موضعات پر گروہی انداز میں کام کریں اور کلاس میں پیش کریں۔

۵۔ شرکائے سے کہا جائے کہ معاشرے میں انتہا پسندی کی وجوہات پر گروہی انداز میں کام کریں اور کلاس میں پیش کریں۔

۶۔ امن سے متعلق اگر اشعار یاد ہوں تو شرکاء سے کہا جائے کہ وہ کلاس میں پیش کریں۔

۷۔ شرکائے سے پوچھا جائے کہ وہ اپنے گردو پیش کے ماحول میں امن کے فروغ کے لیے کیا کریں گے۔

باب نہم

# بین المذہبی ہم آہنگی
# Interfaith Harmony

## تعارف Introduction

اس سبق کے ذریعے شرکاء کے ذہنوں کے بند دریچوں کو کھولنا ہے کیونکہ یہ بند دریچے تعصب، کینہ پروری اور تنگ نظری کا سبب بنتے ہیں۔ ان بند دریچوں کو کھولنے کے بعد معلوم ہوگا کہ تمام بڑے مذاہب کے بنیادی نکات مشترک ہیں تو کیوں نہ اِن مشترک نکات پر مل جل کر کام کیا جائے۔

اس سبق کا خصوصی مقصد یہ ہے کہ اساتذہ بحیثیت عالم تمام بڑے مذاہب کے بنیادی نکات کا مطالعہ کریں تا کہ اُن کو مشترک اقدار سمجھنے میں آسانی ہو۔

مذہب انسانی زندگی کا انتہائی اہم حصہ ہے۔ مذاہب کا بنیادی مقصد انسانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگیوں کی اصلاح ہے۔ مذاہب عقائد اور رسومات پر مشتمل ہوتی ہیں۔ عقائد کا تعلق کسی ماورائے زمان ومکان ہستی یا ہستیوں پر ایمان کے ساتھ ہوتا ہے اور رسومات کا تعلق معاشرتی زندگی کے حقائق کے ساتھ ہوتا ہے۔

مذاہب، صدیوں پرانی روایات پر مشتمل ہوتی ہیں اور یہ روایات انسانوں کی پیدائش سے لے کر موت تک کے واقعات کے لئے طریقہ کار فراہم کرتی ہیں۔ ایک مذہب سے تعلق رکھنے والے خواتین وحضرات ان روایات کی پیروی اور پاسداری کرتے رہتے ہیں اور یہ روایات ان کے لئے محترم اور مقدس ہوتی ہیں۔

یہ دنیا ایک آزمائش گاہ ہے معلوم نہیں کون صحیح راستے پر ہے اور کون غلط راستے پر۔ لیکن مذہبی آزادی بنیادی انسانی حقوق میں سے ہے اور اس بنیادی حق کو تسلیم کرنا ہم سب کا بنیادی فریضہ ہے۔ اگر ہم اس بنیادی فرض کو ماننے میں کوتاہی کریں گے تو کئی ایک معاشرتی مسائل پیدا ہونگے جو معاش، سیاست، کاروبار اور ترقی کو متاثر کریں گے۔

مسلمانوں کی مذہبی کتاب قرآن میں یہ بات واضح کی گئی ہے کہ ( لا اکراہ فی الدین ) (دین میں زبردستی نہیں ہے)۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہب زور سے منوانے کی نہیں بلکہ خوشی سے ماننے کی چیز ہے۔ انسان ایک بااختیار مخلوق ہے۔ ارادے کا مالک ہے۔ اس لئے اس کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ جس مذہب کو اختیار کرنا چاہے اختیار کرے۔

بین المذاہبی ہم آہنگی کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے افراد ایک دوسرے کی مذہبی عقائد اور روایات کا احترام کریں۔ کیونکہ جن بنیادی باتوں پر دنیا کے بڑے مذاہب متفق ہیں وہ کم وبیش ایک ہی ہیں یعنی:

۱۔ تمام مذاہب جھوٹ بولنے کو اچھا نہیں سمجھتے اور نہ جھوٹ بولنے کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں تو تمام مذاہب کے ماننے والے مل کر معاشرے سے جھوٹ ختم کرنے کے لئے کام کر سکتے ہیں۔

۲۔ تمام بڑے مذاہب میں چوری گناہ ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اس برائی کو ختم کرنے کے لئے مل جل کر کام کیا جائے۔

۳۔ تمام بڑے مذاہب میں زنا جرم ہے اور جنسی بے راہ روی کی گنجائش موجود نہیں۔ تمام بڑے مذاہب اس بات پر متفق ہیں کہ شادی ہی کے ذریعے یہ مقصد حاصل جا سکتا ہے۔ جدید دور میں جنسی آزادی اور بے راہ روی کی وجہ سے کئی ایک مسائل پیدا ہو چکے ہیں جو معاشرے کے مختلف طبقوں کو مختلف طریقوں سے متاثر کرتے ہیں لہٰذا ضروری ہے کہ بین المذاہبی ہم آہنگی کے ذریعے اس برائی کے خلاف کوششیں تیز تر کی جائیں۔

۴۔ تمام بڑے مذاہب خیرات وصدقات کی اہمیت پر زور دیتے ہیں کیونکہ خیرات وصدقات ہی سے بہت سے معاشرتی مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ تعلیم کے مسائل حل ہو سکتے ہیں، صحت کے مسائل ہو سکتے ہیں، غریبوں کے مسائل ہو سکتے ہیں اور بیواؤں کے مسائل ہو سکتے ہیں لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے افراد اور تنظیمیں مل کر مذہبی ہم آہنگی کا ماحول پیدا کریں تاکہ مل جل کر صدقات وخیرات کی اہمیت پر کام کیا جائے اور اس طرح معاشرے میں مثبت تبدیلیاں رونما ہو جائیں۔

۵۔ تمام بڑے مذاہب غرور، تکبر، حرص وہوس، بسیار خوری، بہتان، چغلی اور حسد کے جذبات کو مضرِ حیات مانتے ہیں۔ لہٰذا اختلافات کو چھوڑ کر معاشرے سے مذکورہ امراض کو مٹانے کی کوشش کی جائے لیکن یہ کوشش اس وقت ممکن ہو سکتی ہے جب مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے افراد اور تنظیمیں ایک دوسرے کے مذہبی

روایات، عقائد اور مذہبی رسومات کا احترام کرنا سیکھیں۔ یہ ماحول اس وقت پیدا ہوسکتا ہے جب ہم تنگ نظری، تعصب، بغض اور کینہ پروری کے دلدل سے نکل آئیں یہ آسان کام نہیں لیکن ناممکن بھی نہیں۔

مسلسل جدوجہد کے بعد مذہبی ہم آہنگی پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ:

★ عیسائی اور یہودی قرآن کا مطالعہ کریں اور مسلمان بائبل کا مطالعہ کریں۔ اسی طرح بدھ مت کے ماننے والے سکھ اور ہندو، اسلام، یہودیت اور عیسائیت کا مطالعہ کریں۔ اسلام، یہودیت اور عیسائیت کے پیروکار بدھ مت، سکھ اور ہندو مذاہب کا مطالعہ کریں تاکہ معلوم ہوجائے کہ بنیادی باتوں میں کوئی اختلاف نہیں۔ خالق کا فرمان ہے کہ تم ان اقدار کے لئے کام کرو جو تم میں مشترک ہیں۔

## کلاس میں کروانے کی سرگرمیاں
## (Exercises/ Activities for the Class)

۱۔ شرکاء سے پوچھا جائے کہ ان میں سے کتنوں نے بائبل کا یا بدھ مت یا سکھ یا ہندو مذہب کی تعلیمات کا مطالعہ کیا ہے اگر کیا ہے تو ان باتوں کو کلاس میں پیش کرے جن کو وہ مشترک سمجھتے ہیں۔

۲۔ شرکاء سے کہا جائے کہ وہ مذہبی ہم آہنگی کو عام کرنے کے لئے کیا تجاویز دیں گے اور ہر ایک اپنی تجاویز لکھ کر کلاس میں پیش کرے۔

۳۔ شرکاء سے پوچھا جائے کہ وہ بغض، کینہ، تکبر اور تعصب کے جذبات کو معاشرے میں کم سے کم کرنے کے لئے کیا تجاویز پیش کریں گے۔

۴۔ شرکاء سے اس بات پر بھی کام کرایا جائے کہ ہمارے معاشرے میں شدت پسندی اور انتہا پسندی کی کیا وجوہات ہیں۔

۵۔ شرکاء میں سے اگر کسی نے مذہبی تعصب یا تنگ نظری کا تجربہ کیا ہو تو وہ کلاس میں پیش کرے۔

۶۔ شرکاء سے کہا جائے کہ اگر ان کے گاؤں / محلے میں مختلف مذاہب کے لوگ بستے ہیں تو ان کے ساتھ تعلقات کے بارے میں اپنا مشاہدہ بیان کریں۔

# باب ۵
# بین الثقافتی روابط
## Intercultural Communication

## ۵۔ا تعارف Introduction

اس سبق کا عمومی مقصد یہ ہے کہ شرکاء کو اس بات کا شعوری علم ہو کہ ایک ہی معاشرے میں کئی ثقافتیں موجود ہوسکتی ہیں اس عمومی علم کی روشنی میں ہم کچھ خصوصی مقاصد حاصل کرنے میں کام ہو جائیں گے!

- ★ جس طرح میری ثقافت اور ثقافتی اقدار مجھے پسند ہیں اس طرح کسی اور کی ثقافت اور ثقافتی اقدار اس کو پسند ہونگے۔
- ★ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم ایک دوسرے کی ثقافتی اقدار کا احترام کرنا سیکھیں تا کہ بین الثقافتی روابط مضبوط ہوں۔

ثقافت ان عقائد وروایات کے مجموعے کا نام ہے جو ایک معاشرے کو منفرد بناتے ہیں۔ ان عقائد وروایات کا تعلق نہ صرف زندگی کے غیر مادی پہلوؤں سے ہوتا ہے بلکہ بعض مادی پہلو بھی ان سے متاثر ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر گھروں کی تعمیر، مجموعی تعمیرات، تزئین و آرائش کی اشیاء، کپڑا سازی اور جوتا سازی غیر مادی ثقافتی روایات کے زیر اثر ہوتی ہیں۔ غیر مادی روایات کا تعلق، مذہب، بول چال، موسیقی۔ موسیقی کے آلات اور اچھے برے رویوں سے ہوتا ہے۔ اس تفصیل کی روشنی میں دیکھا جائے تو ایک ثقافت ایک معاشرے میں بسنے والے افراد کی اجتماعی زندگی کی تصویر ہوتی ہے۔ ایک ہی ثقافت سے تعلق رکھنے والے افراد اس یگانگت کی فضاء میں خوش رہتے ہیں، ایک تالاب میں تیرنے والی مچھلیوں کی طرح۔

## ۵۔۲ مسائل Issues

تاہم بات یہاں ختم نہیں ہوتی۔ بحیثیت مجموعی دنیا میں سینکڑوں ثقافتیں موجود ہیں اور ہر ثقافت کا نیا رنگ ہے۔ اپنا حسن ہے۔ اپنی دلکشیاں ہیں۔ خوشی اور غم منانے کی رسومات ہیں ملنے جلنے کی روایات ہیں۔ خیریت پوچھنے اور ہاتھ ملانے سے لے کر شادی بیاہ کے رسومات تک ثقافت کے زیر اثر ہوتی ہیں۔

مسلئہ اس وقت پیدا ہوجاتا ہے جب ایک ثقافت میں بسنے والا فرد یا افراد دوسرے ثقافت والوں کے ساتھ روابط پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر پاکستانی معاشرے میں مرد اور عورت ہاتھ نہیں ملاتے لیکن یہی روایت مغربی معاشرے میں بین الافرادی رابطے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اسی طرح مغربی معاشروں میں گانے بجانے اور ناچنے کو ثقافتی زندگی کا بنیادی جز سمجھا جاتا ہے لیکن ایک مسلمان معاشرے میں یہی باتیں معیوب سمجھی جاتی ہیں۔

ان مثالوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بین الثقافتی روابط کو مضبوط کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ مختلف ثقافتوں سے تعلق رکھنے والے افراد ایک دوسرے کی ثقافتوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں۔ ان معلومات کی روشنی میں ہی کسی غیر ثقافت سے تعلق رکھنے والے افراد کے ساتھ معنی خیز گفتگو ہو سکتی ہے۔

جدید دور میں ٹیکنالوجی کی وجہ سے دنیا سمٹ کر کوزے میں بند ہونے جا رہی ہے تو ضرورت اس امر کی ہے کہ بین الثقافتی علم کو رسمی طور پر پڑھا اور سمجھا جائے۔ لیکن پہلے ثقافت کے بارے میں کچھ بنیادی نکات ذہن میں رکھنا ضروری ہیں۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ:

ثقافت انسانی ماحول کا حصہ ہے۔ ثقافت زندگی کے بارے میں عمومی خیالات کی عکاس ہوتی ہے۔ ایک ہی ثقافت سے تعلق رکھنے والے افراد اپنی ثقافت کو ہی زندگی کا معیار سمجھتے ہیں۔ ثقافتی اقدار ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل ہوتی رہتی ہیں اور ان میں تبدیلیاں کافی مدت بعد ہوتی ہیں۔

## ۵۔۳ ایک آئینی مثال A Constitutional Example

بین الثقافتی روابط کے موضوع کو سمجھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم کسی ایک ثقافت کے اندر ہی اختلافی پہلوؤں کو سمجھنے کی کوشش کریں مثلاً پاکستان میں چار بڑی ثقافتیں پائی جاتی ہیں!

| | |
|---|---|
| پنجابی ثقافت | سندھی ثقافت |
| پختون ثقافت | بلوچ ثقافت |

بات یہاں ختم نہیں ہوتی۔ اِن چار بڑی ثقافتوں کے اندر چھوٹی چھوٹی ثقافتیں پائی جاتی ہیں اور ہر ذیلی ثقافت کی اپنی اہمیت اور انفرادیت ہے۔ یہ ذیلی ثقافتیں ثقافتی تنوع کو سمجھنے کے لئے بہت ضروری ہیں۔ اس نکتے کو سمجھنے کے لئے یہاں چترال کا حوالہ بہت ضروری ہے کیونکہ آبادی کے لحاظ سے اس چھوٹے ضلع میں تقریباً 10 زبانیں بولی جاتی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ 10 ثقافتیں موجود ہیں اس طرح مختلف زبانوں (بولیوں کی نہیں) کی موجودگی مختلف ثقافتوں کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

ضلع چترال کی ثقافتی اور لسانی تصویر کچھ یوں ہے۔

۱۔ انتہائے شمال میں وخی قبیلہ آباد ہے۔ ان کی زبان قدیم فارسی اور روایات و رسومات کھو قبائل سے مختلف ہیں۔

۲۔ کھوار کھو قبائل کی زبان ہے۔ کھو قبائل چترال کے شمالی، شمال مشرقی، وسطی، مغربی اور بعض جنوبی وادیوں میں آباد ہیں۔ کھو ثقافت کی اپنی انفرادیت اور روایات ہیں۔

۳۔ جنوب میں ارندو کا علاقہ ہے جو جوار بھٹی زبان بولتے ہیں۔ ان کی ثقافت کھو قبائل سے مختلف ہے۔

۴۔ مداک لشٹ میں بدخشاں سے تعلق رکھنے والا قبیلہ آباد ہے۔ ان کی زبان دری ہے اور ثقافت کے لحاظ سے ان کی اپنی پہچان ہے۔

ان کے علاوہ گوجری، نورستانی اور کلاش قبائل سے تعلق رکھنے والے لوگ بستے ہیں۔ جن کی زبانیں اور ثقافتی اقدار و روایات ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

اس مثال کو آگے بڑھا کر جہاں بھی نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں ہزاروں ثقافتی زندگیوں کی موجودگی کا احساس ہوگا۔ ہر ایک کی ثقافت اس کو عزیز ہے۔ ہر ایک کو اپنی ثقافتی اقدار سے محبت ہوتی ہے اور ہر ایک اپنی ثقافت میں خوش رہتا ہے۔

اگر اس بات کو ہم اصولاً تسلیم کریں کہ ہر ایک انسان کو اس کی ثقافت عزیز ہوتی ہے تو بین الثقافتی روابط کی اہمیت کو سمجھنا آسان ہوجائے گا۔ اسی اصول کی روشنی میں ہم ہر ایک کی ثقافت کا احترام کریں گے۔ اگر ہم ایک دوسرے کی ثقافتی روایات و رسومات کی قدر کریں گے تو دنیا میں بسنے والے انسان اپنی اپنی ثقافت میں رہتے ہوئے با معنی اور با مقصد زندگی گزارنے کے اہل ہونگے۔

بصورت دیگر ایسے مسائل پیدا ہونگے جو انسانوں کو تباہی کی طرف دھکیل دیں گے۔ چونکہ موضوع انتہائی وسیع ہے اور دنیا کی ہر ثقافت کے بارے میں معلومات فراہم کرنے کی گنجائش یہاں نہیں ہے لہٰذا ثقافتی روایات و عقائد کے بارے میں بنیادی معلومات کا ذکر کرتے ہیں۔

## ۴۔۵ سمجھنے کی باتیں

۱۔ ثقافت اور مذہب کا گہرا تعلق ہے۔ مذہبی عقائد ثقافتی زندگی کو متاثر کرتے ہیں لیکن کسی دوسرے ثقافت والوں کے ساتھ روابط استوار کرنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ ان لوگوں کے مذہبی عقائد کے بارے میں معلومات حاصل کی جائیں۔ مثال کے طور پر مغربی معاشرے اور ثقافت سے تعلق رکھنے والے افراد کے لئے ضروری ہے کہ وہ مسلمان معاشرے میں آنے سے پہلے مسجد اور مسجد کے اندر جانے کے آداب اور رسومات کے بارے میں معلومات حاصل کریں۔ اسی طرح ایک مسلمان کسی دوسرے مذہب سے تعلق رکھنے والے افراد سے تعلق استوار کرنے سے پہلے اس مذہب کے بنیادی عقائد، عبادت گاہوں اور رسومات کے بارے میں معلومات حاصل کرے۔ بصورت دیگر گفتگو کے دوران ایسے مسائل پیدا ہو سکتے ہیں جو انکے انسانی رشتے کی معنویت کو متاثر کریں۔

۲۔ مغربی معاشروں میں سیاست و مذہب دونوں انتہائی حساس موضوعات ہیں لہٰذا ضروری ہے کہ رابطے استوار کرنے کے لئے اِن موضوعات کو نہ چھیڑا جائے۔ یہ اس وقت ممکن ہوگا جب ہمیں پہلے سے ہی پتہ ہو کہ یہ لوگ سیاست اور مذہب پر گفتگو سے اجتناب کرتے ہیں۔

۳۔ مغرب کے علاوہ چین، جاپان اور کوریا میں بسنے والوں کی بھی الگ ثقافتی روایات اور رسومات ہیں۔ بدنی زبان کی جزئیات مختلف ہیں جیسے کہ انگلیوں کے بعض اشارے ایک معاشرے میں غیر اخلاقی معنوں میں استعمال ہوتے ہیں تو وہی اشارے دوسرے معاشروں میں مثبت معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ بدنی زبان کے بارے میں معلومات حاصل کی جائیں کہ کسی معاشرے میں بسنے والے افراد انگلیوں اور ہاتھ کے اشاروں کو کیسے استعمال کرتے ہیں۔ بدنی زبان پر کئی کتابیں منظرِ عام پر آ چکی ہیں اور انٹرنیٹ پر بھی بہت مفید معلومات دستیاب ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ کسی غیر ثقافت کے لوگوں کے ساتھ رابطے استوار کرنے سے پہلے ان کی بدنی زبان کے اشاروں کے بارے میں معلومات حاصل کی جائیں تا کہ ان کے روایات کی پاسداری ممکن ہو۔

زبان ثقافت کا مظہر ہوتی ہے اور مادری زبان سے لگاؤ فطری امر ہے۔ کسی غیر ثقافت کے لوگوں کے ساتھ

مراسم بڑھانے سے پہلے کچھ بنیادی جملے یاد کرنا بہت ضروری ہیں تا کہ ذہنی فاصلے کم کرنے میں آسانی ہو۔ مثال کے طور پر اُردو میں کہتے ہیں! آپ کیسے ہیں، مزاج بخیر، آپ خیریت سے ہیں، گھر والے خیر سے ہیں، چھوٹے بڑے سب وغیرہ۔ مثال کے طور پر اگر کوئی آدمی چین جا رہا ہے تو چینی زبان میں وہ جملے سیکھ لے جو وہ خیریت دریافت کرنے یا دعا دینے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

## ۵۔۵ خلاصہ Crux of the Matter

دنیا ایک وسیع و عریض باغ کی مانند ہے جس میں مختلف رنگوں کے پھول اور میوہ دار درخت ہوتے ہیں۔ ہر پھول کی اپنی خوبصورتی اور دلکشی اور ہر میوہ کا اپنا رنگ اور ذائقہ ہوتا ہے۔

دنیا میں پائی جانی والی ثقافتوں کی مثال اِن پھولوں اور میوہ دار درختوں کی ہے لہٰذا بحیثیت انسان ہم اس ثقافتی تنوع کو سمجھیں اور ہر ثقافت کا اور ثقافتی اقدار کا احترام کرنا سیکھ لیں تا کہ یہ جہاں آب و گل انسانوں کی بستی کہلانے کی مستحق ہو۔

## کلاس میں کروانے کی سرگرمیاں
## (Exercises/ Activities for the Class)

۱۔ شرکاء سے کہا جائے کہ وہ اپنے اپنے علاقوں کی ثقافتی جزئیات، بدنی زبان کے اشارے اور لسانی باتیں کلاس میں پیش کریں۔

۲۔ شرکاء سے کہا جائے کہ اپنی اپنی زبانوں میں پائی جانے والی بولیوں کی کچھ بنیادی جزئیات کلاس میں پیش کریں۔

۳۔ شرکاء سے کہا جائے کہ وہ (اگر انٹرنیٹ کی سہولت موجود ہو) چین، جاپان، سعودی عرب اور ایران میں پائی جانے والے بدنی زبان کے جزئیات تلاش کریں اور ان کے بارے میں معلومات حاصل کریں۔

۴۔ شرکاء سے پوچھا جائے کہ وہ مغربی ثقافت کے بارے میں کیا جانتے ہیں۔

★ ★ ★ ★ ★

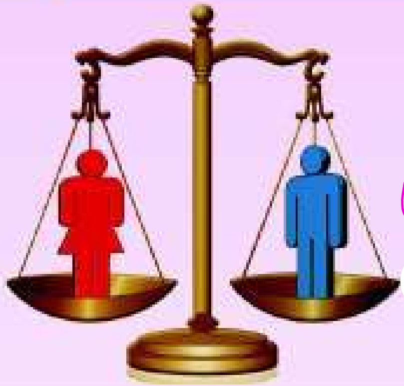

# باب ۶
# صنفی مساوات
# Gender Equality

## ۶-۱ تعارف Introduction

ہمارے معاشرے میں حقوق نسواں ایک بنیادی مسئلہ ہے اس سبق کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ شرکاء کے ذہنوں میں یہ بات بٹھادی جائے کہ عورت بھی انسان ہے اور انسانیت کی بنیاد پر سلوک کی حقدار ہے۔

سبق کا خصوصی مقصد یہ ہے کہ شرکاء اپنے معاشرتی ماحول میں صنفی مساوات کے اصول کو اُجاگر کریں۔ ان کو وہ حقوق دیں جس سے معاشرے میں صنفی ناہمواری ختم ہو۔

دنیا میں با معنی اور فائدہ مند زندگی گذارنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان ایک دوسرے کے حقوق و فرائض کا خیال رکھیں۔ معاشرے میں حقوق و فرائض کا ایک حصہ مرد و زن سے متعلق ہے۔ عموماً کہا جاتا ہے کہ مرد و زن معاشرتی گاڑی کے دو پہیے ہیں اس استعاری زبان کے کئی اہم مضمرات ہیں مثال کے طور پر اگر ایک پہیہ خراب ہو تو گاڑی آگے نہیں چل سکتی۔ اسی طرح اگر ایک پہیہ ٹوٹ گیا ہو یا کوئی فنی خرابی ہو تو اس وقت تک گاڑی آگے حرکت نہیں کر سکتی جب تک یہ خرابیاں دور نہ ہوں اور دوسرا پہیہ بھی صحت مند پہیے کی طرح کام کرے۔ گاڑی کی ٹھیک رفتار کے لئے ضروری ہے کہ جسامت ایک جیسی ہو اور تکنیکی پرزے بھی ایک جیسے ہوں۔ اگرچہ اس مثال کی بعض تفصیلات معاشرے میں مرد و عورت کے تعلق پر لاگو نہیں ہوتیں تاہم برابری اور مساوات کی اہمیت کا ایک تصور فراہم ہوتا ہے۔

جنسی اعتبار سے مرد و عورت یقیناً مختلف ہیں لیکن بحیثیت انسان دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ ایک انسان ہونے کے ناطے عورت کی بھی وہی ضروریات ہیں جو مرد کی ہیں۔ عورت کو بھی کھانے کی ضرورت ہے، کپڑوں کی ضرورت ہے، مکان کی ضرورت ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ عورت کی بھی عزت نفس ہے، خودداری اور تشخص ہے لہٰذا پر امن معاشرے کے لئے ضروری ہے کہ ایک معاشرے میں بسنے والے خواتین و حضرات کو مساوی حقوق حاصل ہوں۔ یہ حقوق معاش، معاشرتی زندگی، تعلیمی سہولیات، صحت کی سہولیات کے علاوہ سیاست، گھریلو ذمہ داریوں اور تفریحی سرگرمیوں کا بھی احاطہ کریں۔

## ۶-۲ مسئلہ Issue

جدید دور میں یہ شکایت عام ہے کہ غیر ترقی یافتہ ممالک میں عورت حقوق سے محروم ہے اس لئے احساس محرومی میں مبتلا رہتی ہے لہٰذا ضروری ہے کہ عورت سے بحیثیت انسان سلوک کیا جائے۔ اس کے حقوق کا خیال رکھا جائے۔ اس کو بھی ترقی کے مواقع فراہم کئے جائیں۔ اس کیلئے بھی سیاسی اور معاشرتی سرگرمیوں میں حصے لینے کے انتظامات کئے جائیں۔ انفرادی، گھریلو اور معاشرتی ترقی میں حصہ لینے کے لئے حوصلہ افزائی کی جائے۔ یہ سب کچھ اس وقت ممکن ہے جب صنفی برابری کے اصول کو نہ صرف کتابوں میں پڑھا جائے بلکہ اس پر عمل کرنے کے لئے لوگوں کو ذہنی طور پر بھی تیار کیا جائے۔

لوگوں کو ذہنی طور پر تیار کرنے کے لئے تعلیمی ادارے کلیدی کردار ادا کر سکتے ہیں۔ صنفی برابری کے اصول کو معاشرے میں عام کرنے کے لئے اسکولوں کالجوں اور یونیورسٹیوں میں بحث مباحثے کئے جاسکتے ہیں۔ ورکشاپس اور سیمینار بھی منعقد کرائے جاسکتے ہیں۔

چونکہ ہماری معاشرتی اقدار مذہبی عقائد سے جڑی ہوئی ہیں لہٰذاہ ضروری ہے کہ عورت کے مقام کو ثابت کرنے کے لئے قرآنی آیات، احادیث اور اسلامی تاریخ میں پائی جانی والی مشہور خواتین کا حوالہ دے کر سامعین کو سمجھا یا جائے کہ بحیثیت انسان مرد اور عورت برابر ہیں۔ عورتوں کو اسلام میں کاروبار کرنے یا معاشرتی سرگرمیوں میں حصہ لینے سے نہیں روکا گیا ہے۔

اسلام جہاں قدغن لگا تا ہے وہ عورت کی عزت و عصمت کو بچانے کی تدبیر کا حصہ ہے کیا اسلام ہمیں کہتا ہے کہ:
عورت عمر بھر روٹی پکاتی رہے، کپڑے دھوتی رہے، برتن صاف کرتی رہے، گھر کی صفائی کرتی رہے اور اگر ان کاموں میں مرد عورت کی مدد کرے تو کیا خدا ناراض ہو جائے گا۔

## ۶-۳ تبدیلی کے لئے تجاویز Suggestions for Change

لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ مرد حضرات اپنے رویوں میں مثبت تبدیلی لائیں یہ تبدیلی اس وقت ممکن ہے جب مرد حضرات عورتوں کو انسان سمجھنا شروع کریں اور ان کے حقوق کا خیال رکھیں اگر مرد اپنے رویے میں تبدیلی لائیں گے تو عورتوں کو تنظیمات بنا کر اپنے حقوق کے لئے وقت و توانائی صرف کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔

یہ تبدیلی اس وقت ممکن ہے کہ مرد اپنے رویوں میں نرمی پیدا کریں اور نرمی پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنی بچپن کی زندگی اور بے بسی کے لمحات کا سوچیں کہ کس طرح ہماری مائیں، ہماری سہولیات کے لئے اپنی ذات کو قربان کرتی تھیں۔ مراقبے کا یہ لمحہ مرد کے رویوں میں نرمی پیدا کرنے کے لئے کام کرے گا۔ اپنے اندر یہ تبدیلی لانے کے لئے کچھ حقائق پر غور و فکر بھی ضروری ہے کہ عورتیں بھی گوشت پوست کی مخلوق ہیں اگرچہ ہمارے شاعروں نے ان کو پھول اور پھول سے پری بنا دیا ہے۔ عورت نہ پھول ہے، نہ پری، یہ مردانہ تخیل کی گل کاریاں ہیں۔ عورت بھی مردوں کی طرح انسان ہے کچھ مخصوص جزئیات سے قطع نظر، ان کا جسم بھی ان ہی خلیوں سے بنا ہے جن خلیوں سے مردوں کا۔ ان کے جسم کے اندر بھی ہڈیاں ہیں۔ ان کے رگوں میں بھی خون دوڑتا ہے یعنی جسمانی طور پر کوئی چیز ایسی نہیں جس کی بنیاد پر ان کو حقوق سے محروم کیا جائے۔ صنفی برابری کا تقاضا ہے کہ ان کو تعلیم کا حق دیا جائے بلکہ عورتوں کی تعلیم کو زیادہ اہمیت دی جائے کیونکہ ایک تعلیم یافتہ ماں اپنے بچوں کی تربیت اچھے خطوط پر کر سکتی ہے۔ گھر کا نظم و نسق اچھے طریقے سے چلا سکتی ہے۔ معاشرتی مسائل کو سمجھ سکتی ہے۔ معاشرتی ترقی میں فعال کردار ادا کر سکتی ہے۔ صحت کے اصولوں کا خیال رکھ سکتی ہے۔ زندگی کی ذمہ داریوں کو موثر طریقے سے ادا کر سکتی ہے یعنی ایک تعلیم یافتہ ماں تعلیم یافتہ معاشرے کی ماں ہوتی ہے۔

صحت زندگی کا ایک اہم ترین پہلو ہے۔ ہمارے معاشرے میں بہت سی بیماریاں ایسی ہیں جو خاتون ڈاکٹر دستیاب نہ ہونے کی بناء پر بعض عورتوں کی زندگیوں کو برباد کر دیتی ہیں۔ یہ تعلیم ہی ہے جس کے ذریعے لڑکیاں ڈاکٹر بنتی ہیں۔ ہمارا معاشرہ زرعی معیشت سے نکل کر صنعتی معیشت کی طرف بڑھنے کی کوشش کر رہا ہے۔ صنعتی معیشت کے لئے ضروری ہے کہ عورتیں تعلیم یافتہ ہوں تا کہ وہ صنعتی زندگی کے مسائل کو سمجھ سکیں اور صنعتی ترقی میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

## کلاس میں کروانے کی سرگرمیاں
## (Exercises/ Activities for the Class)

۱۔ تربیت میں شریک خواتین سے کہا جائے کہ وہ ان حقوق کی فہرست بنائے جو ان کو معاشرے میں حاصل نہیں۔

۲۔ دوسرے مرحلے میں ان حقوق پر بحث کی جائے۔

۳۔ تیسرے مرحلے میں ان کے حل کے لئے تجاویز کا جائزہ لیا جائے۔

۴۔ ترتیب میں شریک شادی شدہ خواتین وحضرات سے کہا جائے کہ وہ ان کاموں کی تفصیل بتائیں جن میں وہ ایک دوسرے کا ہاتھ بٹاتے ہیں۔

۵۔ شرکاء سے کہا جائے کہ وہ صنفی برابری کے اصول کو معاشرے میں پھیلانے کے لئے تجاویز دیں۔

۶۔ شرکاء سے کہا جائے کہ وہ کلاس میں کیا سرگرمیاں کرواسکتے / سکتی ہیں۔ جن کی مدد سے طلباء / طالبات صنفی برابری کو بطور اصول اپناسکیں۔

۷۔ شرکاء سے کہا جائے کہ وہ اردو زبان کے اس پہلو پر غور کریں کہ طاقت سے تعلق رکھنے والے الفاظ مونث کیوں ہیں۔ مثلاً فوج، حکومت، معیشت، سیاست، خلافت، قیادت۔

۸۔ شرکاء سے کہا جائے کہ وہ اسلامی تاریخ میں مشاہر خواتین کے بارے میں اپنی معلومات کلاس میں پیش کریں۔

۹۔ شرکاء سے کہا جائے کہ وہ صنفی برابری کے اصول پر تنقیدی بحث کریں۔

# باب ۷

# انسانی حقوق
# Human Rights

## ۱۔۷ تعارف Introduction

بنیادی انسانی حقوق کیا ہیں؟ اس سوال کا جواب ہر ایک تعلیم یافتہ انسان کو آنا چاہیئے اور اس سبق کا عمومی مقصد بھی یہی ہے۔ اس سبق کو پڑھانے کا خصوصی مقصد یہ ہے کہ شرکاء اپنے معاشرتی ماحول میں حقوق انسانی کے تصور کو اجاگر کریں۔ رسمی اور غیر رسمی مواقع پر بچوں کو بھی آسان الفاظ میں سمجھانے کی کوشش کریں۔

## ۲۔۷ نظریاتی پس منظر Conceptual background

انسان کی معاشرتی تاریخ طاقت اور جبر کے استعمال سے بھری پڑی ہے۔ طاقت کا یہ مظاہرہ کبھی سکندر، چنگیز اور تیمور کی فتوحات کی صورت میں ہوا تو کبھی قومیت کے نام پر یورپ میں سیاسی اکائیاں وجود میں آنے کے بعد دو بڑی جنگوں کی صورت میں ہوا۔ ان دو عالمی جنگوں کے بعد اقوام یورپ کو عقل آئی کہ جنگ انسانیت کے لیے ایک تباہ کن چیز ہے جس کے اثرات صدیوں تک انسانی معاشرے پر مرتب ہوتے ہیں۔ انسانی حقوق کی بات بھی دوسری جنگ عظیم کے بعد شروع ہوئی اور اقوام متحدہ کے چارٹر میں شامل کی گئی۔ انسانی حقوق کا موضوع اپنی ہیت کے اعتبار سے سیاسی ہے جس کا تعلق جمہوریت، مساوات، ریاستی، حکومتی اور قانونی اداروں سے ہے جس کے بنیادی خدوخال درجہ ذیل ہیں۔

- ہر فرد آزاد ہے اور کوئی طاقت کسی فرد سے آزادی کا حق نہیں چھین سکتی۔
- حیاتیاتی اعتبار سے تمام انسان برابر ہیں۔ کوئی بھی فرد یا معاشرہ رنگ، نسل، قومیت، زبان اور جنس کی بنیاد پر دوسرے فرد یا معاشرے سے برتر نہیں ہوسکتا۔
- انسان ایک ذی رائے مخلوق ہے لہٰذا ہر فرد کو آزادیٔ رائے کا حق حاصل ہے۔
- حکومتوں کو چاہیے کہ قانون سازی اس طرح کریں کہ انسانی حقوق مجروح نہ ہوں۔

- ★ ایک ذی عقل اور ذی اختیار مخلوق ہونے کی بنا پر انسان پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ دوسرے مخلوقات اوران کے ماحول کے حقوق کو بھی تسلیم کرے۔
- ★ ایک ذی عقل اور ذی اختیار مخلوق ہونے کے ناطے اس پر یہ ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے کہ وہ ایسے تجربات کو رد کرے جن سے انسانی حقوق کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔
- ★ حقوق انسانی کا مرکزی عنصر انسانوں کو کسی بھی قسم کی غلامی یا ہنگامی صورتحال سے روکنا ہے۔

مندرجہ بالا مقاصد کے حصول کے لیے حقوق انسانی دو زاویوں سے کام کرتی ہیں۔

## ۳۔۷ حقوق انسانی کی نگرانی (Human Rights Monitoring)

حقوق انسانی کی اس حصے کا مقصد حقوق انسانی کے بارے میں اعداد و شمار جمع کرنا، ان سے نتائج اور حقائق حاصل کرنے کے لیے تجزیہ کرنا ہے۔

## ۴۔۷ عملی کام (Field Operations)

اقوام متحدہ کی زیرنگرانی کام کرنے والے اہل کار جنگوں یا ہنگامی حالات میں انسانوں کے حقوق کو بچانے اور انسانی حقوق کے اُصولوں پر کام کو یقینی بنانے کے لیے کام کریں۔

## ۶۔۷ سبق کے عمومی مقاصد (General Purposes of the Lesson)

اس سبق کو پڑھنے کے بعد شرکائے تربیت انسانی حقوق کے بارے میں آگاہی حاصل کریں گے۔ یہ علمی آگاہی ان کی عملی زندگی میں انسانی حقوق کے لیے کام کرنے میں معاون ثابت ہوگی۔

## ۷۔۷ خصوصی مقاصد (Specific Purposes of Lesson)

شرکائے تربیت اس سبق کو پڑھنے کے بعد موجودہ دور میں حقوق انسانی کی اہمیت کو سمجھیں گے۔ حقوق انسانی کے تحفظ کی اہمیت سے آگاہی ان کو اپنی پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کو بطریق احسن نبھانے میں مدد دے گی۔ وہ اپنے اداروں میں حقوق انسانی کے لیے مؤثر اور نتیجہ خیز طور پر کام کرنے کے قابل ہونگے۔

## ۸۔۷ تشریح و تفصیل Explanations

حقوق انسانی ان حقوق کا مجموعہ ہے جن کو اقوام متحدہ کے بنیادی اُصولوں اور بین الاقوامی قوانین کی روشنی میں مرتب کیا گیا ہے۔ ان حقوق کی تشریح یوں کی جاسکتی ہے کہ تمام انسان قانون کی نظر میں ایک ہیں۔ انسانی حقوق کا تقاضا ہے کہ رنگ، نسل اور قوم کی بنیاد پر برتری ثابت نہیں ہوتی۔ اسی طرح مرد و زن بحیثیت انسان برابر ہیں۔ دونوں یکساں سیاسی، اقتصادی، معاشرتی، ثقافتی اور نظریاتی حقوق کے حامل ہیں۔ ہر انسان محترم ہے اور انسان کا احترام انسانیت کی پہچان ہے۔ اس احترام کو یقینی بنانا حقوق انسانی کا بنیادی حصہ ہے۔

انسانی حقوق کی تنظیمیں پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں ان تنظیموں کا بنیادی مقصد حقوق انسانی کی نگرانی، تحفظ اور انسانی حقوق سے غفلت کی صورت میں متعلقہ اداروں کو رپورٹ کرنا اور انسانی حقوق کی خلاف ورزی کو روکنا ہے۔ جس کی تفصیل درجہ ذیل ہے۔

۱۔ انسان ایک آزاد مخلوق ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ آزادی ہر انسان کا بنیادی حق ہے۔دوسرے کسی انسان کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ انسانی آزادی کے حق کو ختم کرے۔یعنی انسان بین الاقوامی ،ملکی ،علاقائی اور تنظیمی قوانین کے خروج میں کوئی بھی فیصلہ کرنے میں آزاد ہے ، وہ کوئی مذہب اختیار کرنے یا نہ کرنے میں آزاد ہے ، وہ کوئی نظریہ اپنانے میں آزاد ہے ، وہ کوئی پیشہ اپنانے میں آزاد ہےاور دوسرے انسانوں،اداروں اور ریاستی اداروں کا یہ فرض ہے کہ وہ انسان کی اس بنیادی حق کو تسلیم کریں۔

۲۔ حقوق انسانی بلاتفریق رنگ،نسل،قومیت،قبیلہ،جنس اور پیشہ کے اعتبار سے یکساں اور برابر ہیں۔اس سلسلے میں مندرجہ بالا عناصر کی بنا پر کسی انسان کے ساتھ بدسلوکی کرنا حقوق انسانی کی خلاف ورزی ہوگی۔اگر چہ یہ باتیں کہنے اور لکھنے کے لیے آسان ہیں لیکن عملی زندگی مین ان کو اپنانا ناممکن نہیں لیکن مشکل ضرور ہے۔اس لیے حقوق انسانی کے اُصولوں کو سمجھنے اور زندگی میں ان پر عمل پیرا ہونے کے لیے ضروری ہے کہ تربیتی پروگرامز منعقد کئے جائیں۔اور حقوق انسانی کے لیے کام کرنے والے تنظیموں کے ساتھ مدد کو یقینی بنایا جائے۔

۳۔ حقوق انسانی کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ یہ حقوق ایک دوسرے سے مربوط ہیں یعنی انہیں ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جاسکتا ہے۔1993ء کے ویانا کانفرنس میں اس بات پر اتفاق کیا گیا کہ ریاستوں اور ریاستی اداروں کو اس بات کا پابند بنایا جائے کہ وہ قانون سازی کے عمل میں حقوق انسانی کے اُصولوں کو مدِنظر رکھیں۔

۴۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حقوق انسانی کا تعلق افراد تک محدود نہیں ہے بلکہ اداروں اور تنظیموں میں بھی اس کے حدود شامل ہیں یعنی ادارے اور تنظیمیں بھی حقوق انسانی کی قوانین کی پاسداری کریں۔ان قوانین کا مقصد قوم، مذہب،زبان،جنس یا سیاسی وابستگی کی بنیاد پر کسی فرد یا ادارے کو زیادتیوں سے بچانا ہے۔اس مقصد کو حاصل کرنا اس وقت ممکن ہوگا جب حقوق انسانی کے بین الاقوامی قوانین کو سمجھا جائے تا کہ معاشرتی اور ریاستی اداروں میں ان پر عملداری کو یقینی بنایا جاسکے۔حقوق انسانی کے قوانین کا ماخذ وہ دستاویز ہے جس کو عالمی اعلان برائے حقوق انسانی کہا جاتا ہے۔جو 1948ء میں لکھا گیا۔

اس دستاویز کے پیش لفظ کے بنیادی نکات مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ انسان فطری طور پر باوقار مخلوق ہے۔انسان کے اس وقار کو ہر سطح پر تسلیم کیا جائے۔انسانی وقار کا تعلق آزادی انصاف اور امن سے وابستہ ہے۔ دنیا میں حقوق انسانی کو اس لیے پامال کیا گیا کیونکہ انسانی وقار کے ان بنیادی تصورات ( آزادئ انصاف اور امن ) کو تسلیم نہیں کیا گیا۔لہٰذا ضروری قرار پایا کہ انسانی وقار کے ان بنیادی تصورات کو تسلیم کیا جائے اور اقوام متحدہ کے ممبر ممالک ان تصورات کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ہر ممکن کوشش اور ذرائع کو بروئے کار لائیں۔

## ۹۔۷ یہ دستاویز 30 شقوں پر مشتمل ہے (30 Articles of Universal Declaration of Human Rights)

۱۔ تمام انسان آزاد پیدا ہوتے ہیں۔وہ حقوق کے اعتبار سے برابر ہیں۔ان کو فطرت کی طرف سے عقل اور ضمیر ودیعت کی گئی ہیں لہٰذا ضروری ہے کہ تمام انسان اخوت کے رشتے میں بندھے رہیں۔

۲۔ اس اعلان کی رو سے تمام انسان آزادی اور حقوق کے لحاظ سے برابر ہیں اور کسی کے ساتھ قوم، زبان، مذہب، سیاست، رنگ، نسل جنس، جائیداد یا حیثیت کی بنا پر تمیز نہ برتا جائے۔

۳۔ زندگی، آزادی اور ذات کی حفاظت بنیادی حقوق میں شامل ہیں۔

۴۔ کسی انسان کو بطور غلام نہ رکھا جائے اور غلامی کی تمام صورتیں منسوخ کی جاتی ہیں۔

۵۔ کسی کو بھی ظلم، تشدد، بربریت کا نشانہ نہیں بنایا جائے گا۔ایسا سلوک نہیں کیا جائے گا یا سزا نہیں دی جائے گی جو غیر انسانی ہو۔

۶۔ فرد انسانی خواہ کہیں بھی ہو قانون کی نظر میں وہ انسانی فرد تصور ہوگا۔

۷۔ قانون کی نظر میں سب برابر ہیں اور سب کے ساتھ بلا تمیز یکساں برتاؤ کیا جائے گا۔قانون سب کو تحفظ پہنچانے کے لیے استعمال ہوگا اور کوئی قانون اس اعلان کے خلاف نہیں بنایا جائے گا۔

۸۔ اگر کسی فرد کے بنیادی حقوق مجروح ہوں گے تو قانون یا آئین اس کی حفاظت کے لیے فعال ہوگا۔

۹۔ کسی کو بھی بلا جواز گرفتار، نظر بند یا ملک بدر نہیں کیا جائے گا۔

۱۰۔ ہر فرد کو آزاد اور غیر جانبدار قانونی ادارے تک رسائی کا حق حاصل ہوگا اور ایک آزاد اور غیر جانبدار قانونی ادارہ ہی اس کے حقوق اور فرائض کا تعین کرے گا۔

۱۱۔ (الف) کوئی بھی فرد اس وقت تک معصوم تصور ہوگا جب تک اس پر کوئی جرم قانونی دائرے میں ثابت نہ ہو جائے۔ اس عمل میں اس کو دفاع کرنے کے مواقع اور ذرائع فراہم ہونگے۔

(ب) کسی کو بھی اس وقت تک مجرم نہیں ٹھہرایا جائے گا جب تک اس نے کسی قومی یا بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی نہ کی ہو اور یہ جرم ثابت نہ ہوا ہو۔ جرم ثابت ہونے کی صورت میں اس فرد کو وہی سزا دی جائے گی جو اس قومی یا بین الاقوامی قانون کے تحت تجویز کی گئی ہو۔

۱۲۔ کسی فرد کی ذاتی یا خانگی زندگی یا تعلقات میں بزور مداخلت نہیں کی جائے گی اور ہر ایک فرد کو ایسی مداخلت کے خلاف قانونی تحفظ حاصل ہوگا۔

۱۳۔ (الف) ہر ایک فرد کو اس کی ریاستی حدود کے اندر نقل و حرکت یا رہائش کی آزادی حاصل ہوگی۔

(ب) ہر ایک کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ اپنا ملک چھوڑ دے یا اپنے ملک کو واپس آئے۔

۱۴۔ (الف) ہر فرد کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ ظلم و تشدد سے بچنے کے لیے کسی دوسرے ملک میں پناہ حاصل کرے۔

(ب) اس حق سے اس وقت استفادہ حاصل نہیں کیا جائے گا جب کسی فرد کو غیر سیاسی جرم / جرائم کے تحت مجرم ٹھہرایا گیا ہو یا اقوام متحدہ کے اُصول و ضوابط کی خلاف ورزی کی گئی ہو۔

۱۵۔ (الف) ہر ایک کو قومیت کا حق حاصل ہوگا۔

(ب) کسی فرد کو قومیت کے حق سے محروم نہیں کیا جائے گا اور نہ اپنی قومیت بدلنے سے روکا جائے گا۔

۱۶۔ (الف) قانونی طور پر بالغ مرد و زن کو یہ حق حاصل ہوگا کہ اس کے حق کو قوم، قومیت یا مذہب متاثر نہیں کرے گا۔

(ب) شادی کے دوران یا تنسیخ شادی کے بارے میں مرد و زن کے لیے قوانین یکساں ہونگے۔

(ج) شادی کے لیے باہمی رضامندی ضروری ہوگی۔

(د) خاندان کو معاشرے کی بنیاد تصور کیا جائے گا جس کو معاشرے اور ریاست کی طرف سے تحفظ فراہم کیا جائے گا۔

۱۷۔ (الف) ہر ایک کو جداگانہ یا اشتراک کے تحت جائیداد بنانے کا حق حاصل ہوگا۔

(ب) کسی کو جبراً جائیداد سے محروم نہیں کیا جائے گا۔

۱۸۔ ہر ایک کو فکر، ضمیر اور مذہب کی آزادی حاصل ہوگی ۔ یہ آزادی مذہب یا عقیدہ بدلنے کے لیے یا مذہبی رسومات ادا کرنے کے لئے ہوگی ۔

۱۹۔ ہر ایک کو اظہار رائے کی آزادی ہوگی ۔

۲۰۔ (الف) ہر ایک فرد کو پُر امن اجتماع کا حق حاصل ہوگا۔

(ب) کسی کو جبراً کسی انجمن میں شامل نہیں کیا جائے گا۔

۲۱۔ (الف) ہر ایک کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ اپنے ملک کی حکومت سازی میں بلواسطہ یا باواسطہ طور پر حصہ لے۔

(ب) ہر ایک کو عوامی خدمات سے استفادہ حاصل کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

(ج) حکومت سازی کے لیے لوگوں کی مرضی کو بنیاد قرار دیا جائے گا۔ حکومت کے لیے وقتاً فوقتاً صاف اور شفاف انتخابات کرائے جائیں گے اور انتخاب کے لیے خفیہ رائے دہی کا طریقہ کار استعمال ہوگا۔

۲۲۔ معاشرے کے ہر فرد کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ ملکی ذرائع ، سہولیات اور بین الاقوامی تعارف کے ذریعے معاشی، ثقافتی اور معاشرتی حقوق سے فائدہ اُٹھائے۔

۲۳۔ (الف) ہر ایک کو روزگار کے لیے کام کرنے ،کوئی پیشہ اختیار کرنے ،سازگار ماحول میں کام کرنے اور بے روزگاری کے خلاف تحفظ کا حق حاصل ہوگا۔

(ب) ہر ایک کو بلا تمیز ''مساوی کام کے بدلے مساوی اُجرت'' کا حق حاصل ہوگا۔

(ج) روزگار کے لیے کام کرنے کے ساتھ ساتھ ہر فرد کو عزت واحترام کا ماحول مہیا کیا جائے گا تا کہ انسانی وقار پر حرف نہ آئے۔

(د) ہر ایک کو اپنے حقوق کی حفاظت کے لیے تجارتی یونین میں شمولیت کا حق حاصل ہوگا۔

۲۴۔ ہر ایک ملازم کو معقول وظیفہ دینے کے ساتھ ساتھ معقول حدود کے اندر چھٹی کرنے، آرام کرنے یا تفریح کرنے کا حق دیا جائے گا۔

۲۵۔ ہر ایک فرد کو اپنے لیے اور اپنے خاندان کے لیے معقول معیار زندگی کا حق حاصل ہوگا۔ جس میں صحت، خوراک، گھر، طبی سہولیات، ضروری معاشرتی خدمات، بے روزگاری، بیماری، ناکاری، بیوہ پن، بڑھاپا یا ناگہانی حالات کے خلاف تحفظ شامل ہیں۔ اس ضمن میں مرد، زچہ و بچہ خصوصی نگہداشت کے حامل ہیں ۔ بچے

خواہ ازدواجی یا غیر ازدواجی تعلق کے نتیجے میں ہوں، یکساں تحفظ کے حقدار ہونگے۔

۲۶۔ (الف) ہر ایک کو تعلیم کا حق حاصل ہے۔ تعلیم، خصوصاً ابتدائی مرحلوں میں مفت ہو۔ ابتدائی تعلیم فرض تصور ہوگی۔ فنی اور پیشہ ورانہ تعلیم کو عام کیا جائے اور اعلیٰ تعلیم بھی قابلیت کی بنیاد پر سب کے لیے دستیاب ہو۔

(ب) تعلیم کا مقصد انسانی شخصیت کی بھرپور ترقی ہوگی۔ تعلیم کے لیے بنیادی انسانی حقوق اور آزادیوں کے تصور کو مضبوط بنیادوں پر استوار کیا جائے۔

(ج) تعلیم کا مقصد اقوام عالم میں بھائی چارے، اخوت اور رواداری کے جذبے کو فروغ دینا ہے جو اقوام متحدہ کے بنیادی اُصولوں کی تعبیر ہوگی اور عالمی امن کے لیے راستہ ہموار ہوگا۔

(د) والدین کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ اپنے اولاد کے لیے تعلیمی صنف کا انتخاب کریں۔

۲۷۔ (الف) ہر فرد کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ برادری ثقافتی سرگرمیوں، فنی لطائف اور سائنسی تخلیق کاریوں میں حصہ لے۔

(ب) ہر ایک کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ اس کام کے اخلاقی اور مادی پہلوؤں کی حفاظت کرے جس سائنسی، ادبی یا فنی کام کا وہ خالق ہو۔

۲۸۔ ہر ایک کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ اس معاشرتی اور بین الاقوامی ماحول کا حصہ بنے جس کے تحت یہ حقوق اور آزادیاں بھرپور طور پر حاصل کی جاسکیں۔

۲۹۔ (الف) ہرایک فرد پراس کی برادری کے حقوق یہ فرض عائد کرتے ہیں کہ وہ اس برادری میں رہتے ہوئے اپنی شخصیت میں نکھار پیدا کرے۔

(ب) جہاں حقوق کی آزادی متعین ہو وہاں فرائض اور حدود کا تعین بھی ضروری ہے تاہم یہ قیود وحدود، اخلاقیات، عوامی امن اور خوشحالی کی روشنی میں متعین ہوں جو ایک جمہوری معاشرے کی ضامن ہیں۔

(ج) یہ حقوق وآزادیاں اقوام متحدہ کے مقاصد اور اُصولوں کی خلاف ورزی کے لیے استعمال نہ ہوں۔

۳۰۔ کسی فرد، ادارہ یا ریاست کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ مندرجہ بالا اعلان کی ایسی تشریح کرے جو اس اعلان کے تحت متعین حقوق اور آزادیوں کو سلب کرے۔

## کلاس میں کروانے کی سرگرمیاں
## (Exercises/ Activities for the Class)

۱۔ تربیت میں شریک افراد سے پوچھا جائے کہ کس کس کو اس اعلان کی کتنی شقیں یاد ہو گئیں۔

۲۔ شرکاء سے پوچھا جائے کہ ہمارے معاشرے میں ان شقوں کی پاسداری ہوتی ہے یا نہیں۔ ہر ایک اپنی رائے تحریری صورت میں پیش کرے۔

۳۔ کیا ان شقوں میں ایسی زبان استعمال کی گئی ہے جو جنسی تمیز کی طرف اشارہ کرے۔

۴۔ شرکاء سے کہا جائے کہ وہ اس اعلان کو عام کرنے کے لیے کیا اقدامات کریں گے۔

۵۔ اگر کسی کو ان شقوں یا کسی شق کی خلاف ورزی کا تجربہ ہو تو کلاس میں پیش کرے۔

۶۔ ہر ایک شریک سے کہا جائے کہ وہ حقوق انسانی اور اعلان حقوق انسانی کا خلاصہ اپنی زبان میں پیش کرے۔

۷۔ شرکاء سے کہا جائے کہ وہ حقوق انسانی کی روشنی میں بین الاقوامی اور اقوام متحدہ کی ''تیسری کمیٹی'' کی تفصیلات کا مطالعہ کریں۔

باب
۸

# تنازعات کا حل
# Conflict Resolution

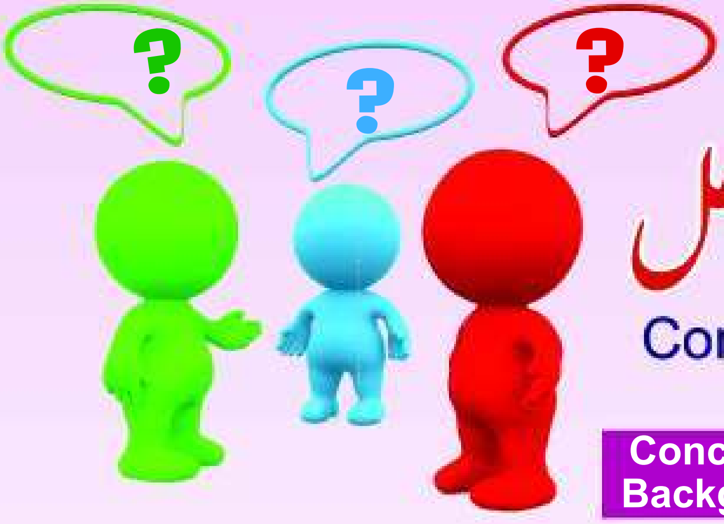


## ۸۔۱ نظریاتی پس منظر Conceptual Background

**زندگی ایک مسلسل عمل کا نام ہے اس عمل کے دو اہم حصے ہیں: (Life- A Continuous Struggle)**

ا۔ وہ حصہ جو جبری ہے یعنی کوئی بھی فرد کسی شعوری فیصلے کے تحت دنیا میں نہیں آتا اور زندگی کا یہ پہلو کسی انسانی منطق کے تحت نہیں چلتا۔ مثال کے طور پر زندگی کے ادوار پہلے سے طے شدہ ہیں یعنی شیر خواری، بچپن، جوانی، بڑھاپا۔

۲۔ تاہم زندگی کا دوسرا پہلو اختیاری ہے۔ انسان کو ارادے کی طاقت سے نوازا گیا ہے اور وہ ارادے کی طاقت سے اپنے ماحول میں بہت سی تبدیلیاں لا سکتا ہے۔ وہ اس ارادے کو اچھائی کے لیے بھی استعمال کر سکتا ہے اور برائی کے لیے بھی۔ زندگی میں برائیاں اس لیے ہیں کہ ہم اچھائیوں کی اہمیت کو سمجھیں۔

تنازعات بھی انسانی زندگی کا جز لاینفک ہیں۔ یعنی زندگی میں تنازعات کا پیدا ہونا ایک فطری عمل ہے۔ یہ تنازعات دو افراد کے درمیان پیدا ہو سکتے ہیں۔ دو خاندانوں، گروہوں، یا دو اداروں کے مابین جنم لے سکتے ہیں۔ یہ تنازعات عارضی نوعیت کے بھی ہوتے ہیں اور کئی تنازعات مہینوں یا سالوں پر بھی محیط ہوتے ہیں۔ یہاں جو نکتہ ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ان تنازعات کو انسان حل کر سکتا ہے۔ یعنی یہ بات انسانی اختیار میں ہے کہ وہ اپنے ارادے، علم، شعور اور طریقے کی مدد سے ان تنازعات کا حل ڈھونڈ سکتا ہے۔ بحیثیت ذی شعور مخلوق یہ ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اپنے تنازعات کے حل کے لیے عقل، تجربے، علم اور باہمی رواداری کا رویہ اپنائیں۔ یہ سبق انسانی زندگی میں پیدا ہونے والے تنازعات، وجوہات، نوعیت وہیئت اور ان کے حل کے لیے اقدامات و مذاکرات پر مشتمل ہے۔

## ۸۔۲ سبق کے عمومی مقاصد (General Purposes of the Lesson)

اس سبق کو پڑھنے کے بعد شرکائے تربیت مندرجہ ذیل عمومی مقاصد کو سمجھنے اور ان پر عمل پیرا ہونے کے لیے آگاہی حاصل کریں گے۔ اس آگاہی کے نتیجے میں وہ زندگی میں رونما ہونے والے تنازعات پر غور وفکر کر کے اور ان کے حل کے طریقوں پر بھی اپنی ذہنی صلاحیتیوں کو صرف کرنے کی کوشش کریں گے۔ دوسرا اہم مقصد شرکائے تربیت کو اس بات سے آگاہ کرنا کہ جس معاشرے یا ادارے میں تنازعات بننے کم ہوں گے اس کی پیداواری صلاحیت بہت بڑھ جائے گی اور دیرپا ترقی کا راستہ بھی ہموار ہو جائے گا۔

## ۸۔۳ سبق کے خصوصی مقاصد (Specific Purposes of Lesson)

اس سبق کے چند ایک خصوصی مقاصد یہ ہیں کہ تنازعات کے بارے میں شرکائے تربیت کی حساسیت کو تیز تر کرنا تا کہ وہ تنازعات کے عارضی اور دائمی اثرات کو سمجھ سکیں۔ ان مقاصد کی روشنی میں وہ سبق کے آخر میں دیے گئے مسائل کو حل کرنے میں ذوق وشوق سے حصہ لیں گے۔

## ۸۔۴ تعریف و تفصیل Details

تنازعہ انسانی زندگی میں ایسے صورت حال کا نام ہے جس کی دو متضاد شکلیں ہوتی ہیں یا کسی مسئلے کے حل کے لیے کئی ایک صورتیں ہوتی ہیں اور ایک فرد یا ادارہ کسی ایک صورت کو اپنانے کے لیے بضد ہوتا ہے۔ جس کے پس پشت عقل وشعور اور تجربے سے زیادہ جذبات کا عنصر شامل ہوتا ہے۔ وہ فرد یا ادارہ عقل وشعور کے بجائے طاقت یا عددی قوت سے اپنا فیصلہ دوسرے افراد یا اداروں پر مسلط کرنا چاہتا ہے تو تنازعہ پیدا ہوتا ہے۔ کسی تنازے کو اگر تنازعے کے ذریعے حل کرنے کی کوشش کی جائے تو مسئلہ حل ہونے کی بجائے اس سے مزید تنازعات جنم لیتے ہیں۔

## ۸۔۵ تنازعات کی وجوہات (Causes of Conflicts)

زندگی میں تنازعات پیدا ہونے کے کئی اسباب ہوتے ہیں۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

## ۸۔۶ نفسیاتی اسباب Psychological Reasons

ہر فرد میں ایک نفسیاتی اکائی ہوتی ہے۔ جس کو انا کہا جاتا ہے۔ انا فطری طور پر خود پرستی کی طرف مائل ہوتی ہے۔ انا کی یہ خود پرستی مختلف صورتوں اور رنگوں میں ظاہر ہوتی ہے۔ اگر تنازعات انسان کی انا پرستی کی بنا پر وجود میں

آتے ہیں تو یہاں اس بات کو بھی سمجھنے کی ضرورت ہے کہ بعض خاندانی اور معاشرتی عوامل بھی انا کی بالیدگی کو متاثر کرتے ہیں۔

## ۷۔۸ خاندانی اور معاشرتی اسباب Familial & Social Reasons

انسان کا بچپن اثرات سیکھنے کے لحاظ سے اہم ترین اور نازک ترین دور ہوتا ہے۔ والدین کا باہمی تعلق بچوں یا بچیوں پر دائمی نقوش مرتب کرتا ہے۔ یہ اثرات ذہن کے مختلف خانوں میں جمع ہوتے رہتے ہیں اور موقعہ ملنے پر باہر آنے کے راستے ڈھونڈتے ہیں۔ اگر کسی فرد کا بچپن صحت مند تجربات سے عاری ہو تو اس کے اندر نفی جذبات پرورش پاتے ہیں اور یہ نفی جذبات تنازعات کا سبب بن سکتے ہیں۔ معاشرہ مختلف پیچیدگیوں کے مجموعے کا نام ہے۔ یہ پیچیدگیاں ایسی جڑی ہوتی ہیں کہ سیاق میں انسان کے لیے ان کو مذہبی، اقتصادی اور سیاسی موضوعات میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

ہمارے معاشرے میں مذہب ایک غالب عنصر ہے۔ جس کا اثر ہمارے رویوں پر انتہائی گہرا ہے پھر مذہب کے اندر مختلف مکاتب فکر والے لوگ ہوتے ہیں۔ ان مکاتب کے درمیان اختلافات تنازعات کا سبب بنتے ہیں جو نظریاتی جنگ وجدل کا پیش خیمہ بنتے ہیں۔

معاشرے میں مذہبی اختلافات بین الافرادی، بین الگروہی اور بین الاداراتی تنازعات کا سبب بنتی ہیں اور یہ تنازعات دائمی دلیل بازی اور نفرت انگیز تقاریر اور تحاریر کی صورت میں پھیل جاتے ہیں۔ معاشرے میں پائی جانے والی اقتصادی ناہمواریاں بھی تنازعات کو جنم دینے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں جو گروہ بندیوں کا روپ دھار کر افراد اور اداروں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔

معاشرے میں ثقافتی تنوع پایا جاتا ہے۔ اس تنوع کو اگر انسانی روایات کا مضر جان تسلیم نہ کیا جائے تو یہی تنوع تنازعات کا سبب بنتا ہے۔ ثقافتی تنوع کے ساتھ لسانی تنوع انسانی معاشرے کا حسن ہوتا ہے تاہم ہمارے معاشرے میں لسانی تنوع کو سیاسی طاقت حاصل کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے افراد اور اداروں میں روز تنازعات جنم لیتے ہیں اور معاشرے پر منفی اثرات مرتب کرتے ہیں۔

## ۸۔۸ حل کی طرف پیش رفت (Breakthrough towards solution)

مذکورہ بالا تفصیل کی روشنی میں یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ تنازعات کا رونما ہونا ایک حقیقت ہے۔ یہ حقیقت واضح ہونے کے بعد دوسرا مرحلہ ان کے حل کا ہے کسی بھی تنازعے کو حل کرنے کے لیے اس کا تجزیہ کرنا بہت ضروری ہے۔ اس تجزیے کی روشنی میں ہم کسی تنازے کی اہمیت، نوعیت اور پس منظر کے بارے میں جان سکتے ہیں۔ جن کو دو اہم حصوں میں بانٹا جاتا ہے۔

### ا۔ عارضی نوعیت کا تنازعہ (*Ad hoc* Conflicts)

کوئی انسان کامل نہیں ہوتا۔ ہر انسان میں کمزوریاں ہوتی ہیں۔ ان کمزوریوں کی بنا پر معنوی رابطے کا فقدان پیدا ہو سکتا ہے یا رابطے میں رکاوٹیں پیدا ہو سکتی ہیں۔ مثلاً کسی اجلاس میں کوئی ممبر اچانک غصہ ہو سکتا ہے اور غصے کی حالت میں دوسروں کو برا بھلا یا کہہ سکتا ہے/ کہہ سکتی ہے۔ ایسے تنازعات کا حل یہ ہے کہ جذباتی فرد کو پانی پلایا جائے اور اس نکتے پر بحث کو عارضی طور پر روک دیا جائے جو کسی فرد کے غصے کا سبب بنتا ہو۔ دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ اگر کسی اجلاس میں ایک فرد غصہ ہو جائے تو غصے کا جواب غصے سے دیا جاتا ہے جو تنازعے کا حل نہیں ہے۔ غصہ مسائل کو جنم دے سکتا ہے۔ مسائل کو کبھی حل نہیں کر سکتا۔ لہٰذا اس بات کو اُصولی طور پر مان لینا چاہیے کہ اگر دو افراد کے درمیان گفتگو کے دوران ایک غصہ ہو جائے تو دوسرے کو کبھی بھی غصہ نہیں ہونا چاہیے۔ یہاں خاموشی کو بہترین ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔

### ۲۔ دائمی نوعیت کا تنازعہ (Perpetual Conflicts)

بعض تنازعات عارضی نوعیت کے نہیں ہوتے بلکہ ان کے پس منظر میں ایک لمبی تاریخ ہوتی ہے جس کی جڑیں مذہبی، سیاسی، لسانی، اقتصادی یا نظریاتی عقائد میں ہوتی ہیں۔ ایسے تنازعات کو حل کرنے کے لیے علم و شعور کے ساتھ ساتھ عقل و تجربہ بھی ضروری ہیں۔ یہاں چند ایک بنیادی نکات کو شعور کی گہرائیوں سے سمجھنا بہت ضروری ہے۔

ا۔ مذہبی عقائد صدیوں پرانی روایات سے تشکیل پاتی ہیں جو ہمارے معاشرے میں کسی فرد کی شخصیت کا اہم جزو ہوتے ہیں۔ ان کو دلیل بازی برائے دلیل بازی کے ذریعے حل کرنے کو شش کرنا بے ثمر ثابت ہوگا۔ لہٰذا

علم وشعور، عقل وتجربہ کی روشنی میں اس کا حل یہ ہے کہ ایک دوسرے کے عقائد کا احترام کیا جائے۔

۲۔ گفتگو کے دوران ایسے نکات سے گریز کیا جائے جو دوسروں کے عقائد کے منافی ہو۔ یہی انسانیت کی پہچان ہے۔

۳۔ انسان اپنی تعلیمی اور خاندانی پس منظر کے نتیجے میں کسی شخصیت سے محبت کرتا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ گفتگو کے دوران اس شخصیت کا احترام کیا جائے جن کے ساتھ ہمارے مخاطب کی روحانی یا جذباتی وابستگی ہو۔

۴۔ کسی انسان کے فطری نقص کو تنقید کا نشانہ بنانے سے گریز کیا جائے اور اس بات کو اُصولی طور پر تسلیم کیا جائے کہ کوئی بھی انسان نقص سے پاک نہیں ہوتا۔

۵۔ گفتگو کے دوران ان رویوں سے گریز کیا جائے جو غرور، تکبر، خاندانی، لسانی، گروہی یا جنسی برتری کی طرف اشارہ کرتا ہو۔

۶۔ لسانی ماورائے لسانی اشاروں کا استعمال مؤثر اور نتیجہ خیز انداز میں کیا جائے اور گفتگو کا لہجہ ''احترام آدمیت'' سے لبریز ہو۔

ان اُصولی باتوں کے علاوہ چند ایک جزیات کو مدنظر رکھنا بھی بہت ضروری ہے۔ کسی فرد یا افراد کے ساتھ گفتگو کا آغاز کرنے سے پہلے ان کے بارے میں پیشگی ٹھوس معلومات حاصل کرنا ضروری ہے تا کہ ہم ان کے روایات، عقائد، پسند، ناپسند اور مذہبی حقائق کے بارے میں اندازہ کرسکیں۔

## ۹۔۸ بعد از تنازعات صورتحال (Situation after Conflicts)

اگر تنازعہ رونما ہو جائے تو بحیثیت ذی عقل وذی شعور اور ذی علم مخلوق ہمیں چاہیئے کہ تنازعے کو حل کریں اور اگر تنازعہ ہماری اپنی کسی غلطی سے رونما ہو جائے تو فوراً معافی مانگ کر معاملے کو حل کیا جائے نہ کہ ضد کے راستے کو اپنا کر معاملے کو طول دیا جائے۔ اگر غلطی کسی دوسرے سے سرزد ہو جائے تو معاف کرنے کے اُصول کی پیروی کی جائے نہ کہ اپنی انا پرستی کو ہوا دی جائے۔ یہی اچھے لوگوں کا شیوہ ہوتا ہے۔

اگر تنازعہ دو گروہوں کے درمیان ہو تو اپنی تمام لسانی، علمی اور عقلی وسائل کو ان دو گروہوں یا اداروں کے درمیان صلح کرنے پر صرف کیا جائے اور کسی تیسرے فریق کو بطور ثالث مقرر کر کے ان کی مدد کی جائے لیکن یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ یہ ہمارا اخلاقی اور مذہبی فریضہ ہے۔ اس سیاق میں انبیاء، صوفیاء، شعراء اور علمی شخصیات کی

زندگی کے حالات وواقعات کو بطور ثبوت پیش کیا جا سکتا ہے۔مسلمانوں کی مذہبی تاریخ میں چند ایک بنیادی واقعات کا حوالہ یہاں ضروری ہے۔

- ★ نبی آخر زماں حضرت محمد ﷺ مخالفوں سے زخم کھانے کے بعد بھی ان کے حق میں دعا فرماتے رہے جس کو رہنما اُصول کے طور پر اپنایا جا سکتا ہے۔
- ★ مولانا روم (جس کی مثنوی کو ہست ِقرآن در زبان بہلوی) کہا گیا ہے۔ایک دفعہ راستے میں جا رہے تھے۔ایک شخص نے راستہ روک کر کہا ''کیا تم اچھے ہو یا کتا'' تو مولانا روم نے کچھ دیر سوچنے کے بعد فرمایا ''اگر ایمان کے ساتھ مرجاؤں تو میں اچھا ہوں۔لیکن بغیر ایمان کے مرجاؤں تو کتا اچھا ہے۔''
- ★ ایک مست نے بایزید بسطامی کے سر پر بربط مارنے کی کوشش میں اپنے آلے کو بھی توڑا اور خود اپنے سر کو بھی زخمی کیا۔ بایزید دوسرے دن کچھ درہم لے کر ان کے پاس تشریف لے گئے تا کہ اپنے زخم کی مرہم پٹی کروائے اور اپنے لیے نیا بربط خریدیں۔

قرآن پاک میں''واللہ مع الصبراین''(خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے) کو بار بار دہرایا گیا ہے۔
صبر کا مظاہرہ زندگی کے ان لمحوں میں کرنا چاہیئے جن لمحات میں ہم حق پر ہوں اور دوسرے ناحق پر۔

## ۱۰۔۸ خودشناسی وخودسازی (Self Recognition & Self Construction)

مؤثر اور بامعنی زندگی گزارنے کا مرحلہ خودشناسی سے شروع ہوجاتا ہے اور خودسازی کا عمل مرتے دم تک جاری رہتا ہے۔خودشناسی یہ ہے کہ میں انسان ہوں اور انسان میں خامیاں ہوتی ہیں لہٰذا مجھ میں بھی خامیاں ہیں۔ دوسروں کی خامیاں گنوانے سے پہلے اپنی خامیوں سے آگاہی اور ان کا شمار عقلمندی ہے۔اسی طرح کوئی بھی ادارہ یا معاشرہ خامیوں سے پاک نہیں ہوتا۔کسی ادارے یا معاشرے کی خامیوں کو طشت از بام کرنے سے پہلے اپنے ادارے یا معاشرے کی خامیوں کی اصلاح خودشناسی کا دوسرا اہم مرحلہ ہے۔ ہماری کمزوری یہ ہے کہ ہم دوسروں کی غلطیوں کو پکڑنے اور ان کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنے کے ماہر ہوتے ہیں لیکن اپنی غلطیوں کی اصلاح پر کبھی توجہ نہیں دیتے۔یہی وجہ ہے ہمارے معاشرے میں نت نئے تنازعات جنم لیتے رہتے ہیں لیکن ان کو حل کرنے کی کوشش کی ہی نہیں جاتی یا اگر کی جاتی ہے تو اس میں سنجیدگی کا عنصر کم دیکھنے کو ملتا ہے۔

خودسازی کا تقاضا ہے کہ ہم بحیثیت فرد، ادارہ یا تنظیم اپنی غلطیوں پر توجہ دیں۔ان کو شعوری طور پر سمجھنے اور دور کرنے کا سوچیں۔اگر اس اُصول پر عمل کرتے رہیں گے تو معاشرے میں تنازعات کو کم سے کم کرنے میں مدد ملے گی۔

## ۱۱۔۸ خلاصہ

زندگی ایک مسئلہ ہے۔ایک تنازعہ ہے۔اس تنازعے کا حل ہمارے پاس ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم عقل وشعور اور علم وتجربے کو بطور ہتھیار استعمال کر کے اس مسئلے کا مؤثر اور دیرپا حل ڈھونڈ سکتے ہیں۔اگر ایسا نہیں کریں گے تو یہ مسئلہ دوسرے مسائل کو جنم دے گا جس کے اثرات مختلف ہونگے اور وہ کبھی ہمیں معاف نہیں کریں گے۔

## کلاس میں کروانے کی سرگرمیاں
## (Exercises/ Activities for the Class)

۱۔ شرکاء سے یہ کہا جائے کہ ہر ایک اپنی ایک کمزوری شرکاء کو بتائے۔کلاس میں اگر بہت شرکاء ہیں تو کم وبیش پندرہ 15 مختلف کمزوریاں سامنے آئیں گی۔ان کمزوریوں کا ایک خلاصہ بنا کر شرکاء سے چار چار گروہوں پر کام کروایا جائے کہ وہ ان کمزوریوں کا تجزیہ کریں اور اپنے جوابات سے دوسرے شرکاء کو آگاہ کریں۔

۲۔ شرکاء سے کہا جائے کہ وہ سات سات کے گروپس بنائیں اور کسی معاشرتی مسئلے پر گفتگو کریں۔گفتگو سے پہلے ان کو کچھ بنیادی ضوابط کی پابندی کرنے کی ہدایت کی جائے اور بعد میں اس کام کا تحریری خلاصہ کلاس کو بتایا جائے۔

۳۔ شرکاء سے کہا جائے کہ وہ کبھی کسی تنازعے کا حصہ رہا ہے اگر رہا ہے تو اس کے اثرات کیا نکلے اور ان سے کون کون متاثر ہوئے۔

۴۔ شرکاء سے کہا جائے کہ وہ تنازعات کو کم سے کم کرنے کے لیے اپنی تجاویز دیدیں۔موثر طریقہ یہ ہے کہ اپنی تجاویز تحریری صورت میں ادارے کو پیش کریں۔

۵۔ شرکاء سے کہا جائے کہ اگر ان کی زندگی میں کوئی ایسا واقعہ رونما ہوا ہو جس کا تعلق تنازعات اور ان کے حل سے ہو تو کلاس کو اس سے آگاہ کریں۔

۶۔ شرکاء سے کہا جائے کہ وہ اس سبق کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیں۔

# باب ۹

# ماحول، آلودگی اور انسانی ذمہ داریاں

# Environment, Pollution and Human Responsibilities

## ۹۔۱ تعارف Introduction

اس سبق کا عمومی مقصد یہ ہے کہ شرکائے تربیت موضوع کی عمومی اہمیت کو سمجھیں کیونکہ ماحول اور آلودگی ایک عالمی مسئلہ ہے جس کا ذمہ دار انسان خود ہے۔

سبق کا خصوصی مقصد یہ ہے کہ شرکاء عمومی تصورات کو سمجھنے کے بعد اپنے اپنے علاقوں میں ماحولیاتی مسائل کو کم سے کم کرنے کے لئے کام کر سکیں اور دوستوں کو ابھار سکیں۔

قدرتی ماحول میں مختلف عناصر کی موجودگی اور اُن کے امتزاج سے زندگی اپنی تمام تر رنگینیوں کے ساتھ جاری وساری ہے۔ عموماً ان عناصر کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ غیر نامیاتی عناصر یعنی ہوا، روشنی، پانی، پہاڑ، مٹی اور نامیاتی عناصر یعنی پودے، جرثومے، حشرات، حیوانات اور انسان۔ نامیاتی اشیاء کا انحصار غیر نامیاتی اشیاء پر ہے غیر نامیاتی عناصر میں روشنی کا کردار بنیادی ہے۔ روشنی کے بغیر نامیاتی عناصر کی پیدائش، بالیدگی اور نشوونما ناممکن ہیں۔ روشنی پودوں کو ضیائی تالیف کے ذریعے خوراک بنانے میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔ پودے ماحول میں پھیپھڑوں کا کردار ادا کرتے ہیں یعنی دن کو آکسیجن اور رات کو کاربن ڈائی آکسائیڈ خارج کرتے ہیں۔ اس عمل کی وجہ سے ماحول میں گیسوں کا توازن برقرار رہتا ہے۔ پودوں کی موجودگی نامیاتی اشیاء کی پیدائش اور بالیدگی کے لیے ناگزیر ہے کیونکہ حیاتیاتی تنوع کا انحصار ماحول میں مختلف پودوں اور جنگلات پر ہے۔ پودے اور جنگلات حشرات اور حیوانات کو نہ صرف خوراک مہیا کرتے ہیں بلکہ دشمنوں سے بچنے کے لیے تحفظ اور نسلی افزائش کے لیے موزوں ماحول اور امکانی سہولیات بھی فراہم کرتے ہیں۔ جنگلی حیات کا انحصار پودوں کی موجودگی پر ہے۔ پودے سبزہ خور حیوانات کو خوراک مہیا کرتے ہیں اور سبزہ خور حیوانات گوشت خور حیوانات کو خوراک فراہم کرتے ہیں۔ جب سبزہ خور اور گوشت خور حیوانات مرجاتے ہیں تو کئی قسم کے حشرات اور پرندوں کو رزق حاصل ہوتا ہے۔

## ۲۔۹ ماحول کی بقاء کے لئے ہماری ذمہ داریاں (Our Responsibilities for Preservation of Environment)

مندرجہ بالا تفصیل سے یہ بات عیاں ہوجاتی ہے کہ ماحولیاتی توازن میں پودوں اور جنگلات کا کردار انتہائی اہم ہے۔ ماحول سے پودوں یا جنگلات کا ختم ہونا ایسا ہی ہے جیسے پھیپھڑوں کا ناکارہ ہوجانا۔ لہٰذا ہماری اولین ذمہ داری یہ ہے کہ جتنے درخت کاٹے جائیں اُتنے درخت اُگانے کی کوشش کی جائے۔ تاہم یہاں یہ بات بھی ذہن نشین کرنا بہت ضروری ہے کہ بعض پودے پچاس (50) سال میں ایک یا دو فٹ بالیدگی حاصل کرتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان درختوں کے جنگلات سینکڑوں سالوں میں وجود میں آتے ہیں۔ لہٰذا ان کو نہ کاٹنا ہی کارآمد طریقہ کار ہے۔ ماحول پرست انسانوں کو چاہیے کہ وہ درختوں کے حقوق کے نام تنظیمیں بنائیں۔ ماحول میں درختوں اور جنگلات کے کاٹنے کے خلاف مؤثر قانون سازی کو قانونی بنائیں۔

جنگلات کی غیر قانونی کٹائی کے ساتھ ساتھ حیوانات کا غیر قانونی شکار بھی ماحولیاتی صحت کے لیے ایک خطرہ ہے۔ شکار کرنے اور شکار کھیلنے میں فرق نہیں کیا گیا جس کے نتیجے میں بعض حیوانات معدوم ہو گئے، بعض حیوانات معدوم ہونے کے قریب ہیں اور بعض حیوانات کو خطرے سے دوچار حیوانات کی فہرست میں شامل کیا گیا ہے۔

ماحول کے حوالے سے ہماری دوسری ذمہ داری یہ ہے کہ ہم جنگلی حیات کے تحفظ کے لیے نہ صرف تنظیمیں بنائیں اور معاشرے میں جنگلی حیات کی اہمیت کو اُجاگر کریں بلکہ مقامی اور قومی قانون سازی کے لیے بھی راستہ ہموار کریں۔

ماحول کو تیسرا بڑا خطرہ آلودگی سے ہے۔ ماحولیاتی آلودگی کو آبی آلودگی، زمینی آلودگی، ہوائی آلودگی اور صوتی آلودگی میں تقسیم کر کے مطالعہ کیا جاتا ہے۔ ماحول میں آلودگی کا ذمہ دار حضرت انسان خود ہے جو اس کی بڑھتی ہوئی آبادی کی صورت میں رونما ہوئی ہے۔ آبادی کا سیلاب پھیلتا جارہا ہے۔ جنگلات کی کٹائی کر کے کھیتوں اور گھروں میں تبدیل کیا جارہا ہے۔ کسی علاقے میں آبادی جتنی بڑھتی ہے آلودگی کے امکانات بھی زیادہ ہوتے جاتے ہیں کیونکہ غیر ترقی یافتہ ممالک میں گند کو صاف کرنے یا ٹیکنالوجی کے ذریعے دوبارہ قابل استعمال بنانے کا انتظام نہیں ہے اس لئے ہمارے ماحول میں جگہ جگہ گند کے ڈھیر نظر آتے ہیں۔ یہ گند زمینی، آبی اور ہوائی آلودگی کا سبب بنتے ہیں جس کی وجہ سے نہ صرف بیماریاں پھیلنے کا خطرہ موجود رہتا ہے بلکہ معصوم جانوروں پر بھی کئی برے اثرات مرتب ہوتے ہیں، ماحولیاتی توازن بگڑتا ہے جس کے نقصانات ناقابل تلافی ہوتے ہیں۔

ماحول کو آلودہ کرنے میں گیس، پیٹرول اور ڈیزل سے چلنے والی گاڑیاں بھی ہیں جو مسلسل زہر آلود گیس خارج کرتے رہتے ہیں۔ اس سلسلے میں ترقی یافتہ ممالک میں واقع بڑے بڑے کارخانوں کی موجودگی بھی آب وہوا کو گرمانے کا سبب بنتے ہیں جس کی وجہ سے برف اور گلیشئر کے پگھلنے سے نہ صرف دریاؤں میں طغیانی پیدا ہونے کا اندیشہ بلکہ سمندروں کے پانی سے نشیبی علاقوں کے ڈوبنے کا بھی خطرہ ہے۔

یہ تو عالمی سطح پر رونما ہونے والے چند بنیادی مسائل ہیں۔ حل کے حوالے سے پاکستان کے مسائل پر بھی گفتگو ضروری ہے۔ پاکستان میں غربت ایک بہت بڑا مسئلہ ہے اور دیہاتی علاقوں میں لوگوں کی معاشی زندگی کا انحصار قدرتی وسائل پر ہے۔ خصوصاً جنگلات، دیہاتی علاقوں میں بجلی اور گیس کی سہولیات دستیاب نہ ہونے کی بنا پر لکڑی بطور ایندھن استعمال ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے جنگلات کی کٹائی ہوتی رہتی ہے اور قدرتی ماحول کو نقصان پہنچتا رہتا ہے۔ ایندھن کے علاوہ لکڑی کا استعمال کاغذ سازی اور ماچس سازی کی صنعتوں میں بھی ہوتا ہے۔ جس شرح پر جنگلات کی کٹائی ہو رہی ہیں اس شرح پر جنگلات لگانے کا کام نہیں ہوتا۔ پھر دیہاتی علاقوں میں لوگوں کا گزارہ حیوانات پر ہوتا ہے جبکہ پہاڑی علاقوں میں بھیڑ بکریاں پالی جاتی ہیں جس کی وجہ سے نباتاتی سطح کو نقصان پہنچتا ہے۔ یہ نباتات مٹی کو بہنے سے روک دیتی ہیں۔ نباتاتی سطح کو نقصان پہنچنے کی وجہ سے آئے سال سیلاب آتے رہتے ہیں۔

پاکستانی دیہاتوں میں روزگار کے مواقع کم ہونے کی بنا پر لوگ شہروں کا رخ کرتے ہیں تو شہروں کی آبادی بغیر کسی منصوبہ بندی کے بڑھتی رہتی ہے جس سے پاکستان کے بڑے شہروں (کراچی، لاہور، وغیرہ) میں ماحولیاتی مسائل پیدا ہوتے ہیں۔

پاکستان میں ماحولیاتی مسائل کی ایک اور وجہ ماحولیاتی تعلیم کی کمی ہے۔ گاؤں میں لوگوں کو ماحولیاتی مسائل کے بارے میں بنیادی معلومات بھی فراہم نہیں ہیں۔ لوگوں کو یہ معلوم نہیں ہے کہ ماحول کی مثال ایک دائرہ نما زنجیر کی ہے۔ اگر اس زنجیر کی ایک کڑی ٹوٹ جائے تو اس کا اثر پورے زنجیر پر پڑتا ہے۔

گاؤں میں ٹی وی اور انٹرنیٹ کی سہولیات نہ ہونے کی بنا پر لوگ تفریح کے لیے شکار کھیلتے ہیں۔ جس کی وجہ سے حیاتیاتی تنوع اور بقا کو خطرہ لاحق رہتا ہے خصوصاً بطخوں فاختاؤں اور کبوتروں کا شکار نشے کی صورت اختیار کر جاتا ہے۔

ایک ماحولیاتی مسئلہ جو شہروں اور دیہاتوں میں مشترک ہے اس کا تعلق پلاسٹک کے استعمال سے ہے کیونکہ کھانے کی اشیاء سے لے کر کپڑوں اور جوتوں تک چیزیں پلاسٹک کی تھیلیوں میں بند ملتی ہیں۔ پلاسٹک کی یہ تھیلیاں گلی گوچوں میں راستوں کے کنارے پھینک دی جاتی ہیں اور جگہ جگہ ڈھیر نظر آتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہر سودا پلاسٹک کی تھیلی میں بند ملتا ہے۔ پلاسٹک کی یہ تھیلیاں ہوا کے علاوہ پانی کے ذخائر میں بھی اپنے زہریلے اثرات گھولتی رہتی ہیں۔

پاکستان میں ایک اور مسئلہ شہروں کی سڑکوں پر بوسیدہ انجن کی گاڑیاں ہیں جو بے تحاشہ دھواں خارج کرتی رہتی ہیں اور ماحول کو ناقابل تلافی نقصان پہنچاتی ہیں۔

## ماحولیاتی مسائل سے کیسے نمٹا جائے:(How to Resolve Environmental Problems)

ماحولیاتی مسائل کا حل ایک دن، ایک ہفتہ، مہینہ یا سال کی بات نہیں۔ ماحولیاتی مسائل کا حل اس وقت ممکن ہے جب ایک جگہ میں بسنے والے سارے افراد ماحولیاتی مسائل کو سمجھیں اور پھر اجتماعی انداز میں ان مسائل کو حل کرنے کا سوچیں، منصوبہ بندی کریں اور اس پر مسلسل عمل کریں۔ کیونکہ ایک فرد یا چند افراد خواہ کتنے بھی فعال ہوں لوگوں کی بری عادتوں اور رسومات پر قابو نہیں پا سکتے لہٰذا ضروری ہے کہ ہر علاقے کو ماحولیاتی اکائیوں میں تقسیم کیا جائے اور ہر اکائی کے افراد مل کر ایک مضبوط تنظیم بنائیں جس میں ہر باشعور فرد شامل ہو۔ اس تنظیم کی مختلف شاخیں ہوں۔ ایک شاخ کا کام روزانہ نہیں تو ہفتہ وار بنیادوں پر ماحولیاتی مسائل کے بارے میں معلومات فراہم کرنا ہو۔ دوسری شاخ جو نوجوانوں پر مشتمل ہو کے ذمے روزانہ علاقے میں گشت کرنا اور گند کو ٹھکانے لگانے کا کام ہو۔ تیسری شاخ مذہبی لوگوں پر مشتمل ہو جو لوگوں کو ماحول کے بارے میں اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرے اور یہ کام بھی ہفتہ وار یا ماہوار بنیادوں پر ہوتا رہے۔ چوتھی شاخ بچوں کو ماحولیاتی معلومات پہنچانے کے لیے ہو تاکہ بچپن ہی سے ان کی ایسی تربیت ہو کہ وہ ماحولیاتی ذمہ داریاں نبھانے کے اہل بن جائیں۔ ایک اور شاخ عورتوں کی نمایندگی کرے کہ ماحولیاتی مسائل کو حل کرنے کے لیے اس علاقے کی عورتیں کیا کردار ادا کر سکتی ہیں۔

گفتگو کا نچوڑ یہ ہے کہ جب تک ہر ذی شعور شخص ماحولیاتی مسائل کو سمجھنے، ان کے بارے میں آگاہی حاصل کرنے اور دوسروں تک یہ آگاہی پہنچانے کے لیے اپنا کردار ادا نہیں کرے گا ماحولیاتی مسائل کم نہیں ہونگے کیونکہ ان مسائل کو کتابوں میں خوبصورت اور تصویری انداز میں لکھنا تو آسان ہے لیکن ان مسائل کو کم کرنے کے لیے اپنی زندگی اور نجی ماحول میں مثبت تبدیلیاں لانے کے لیے اقدامات پر عمل کرنا بہت مشکل ہے۔

## کلاس میں کروانے کی سرگرمیاں
## (Exercises/ Activities for the Class)

- شرکاء کو ان کے ماحولیاتی پس منظر کے لحاظ سے شہری اور دیہاتی گروہوں میں بانٹا جائے۔ دیہات سے تعلق رکھنے والے گروہ سے کہنا چاہیے کہ وہ اپنے ماحول میں پائے جانے والے درختوں، حیوانات اور حشرات کے نام لکھیں۔
- شہر سے تعلق رکھنے والے گروہ سے کہا جائے کہ وہ شہروں میں پائی جانے والی چند چیدہ مسائل کو نوٹ کریں۔
- دوسرے مرحلے میں انفرادی کام کروایا جائے۔ انفرادی مشق کے لیے دیہات سے تعلق رکھنے والے افراد سے کہا جائے کہ وہ اپنے ماحول میں پائے جانے والے نایاب جانوروں اور درختوں پر کچھ لکھیں۔ اسی طرح شہر سے تعلق رکھنے والے افراد سے کہا جائے کہ ہر فرد اپنے گھر کے قریب کیا ماحولیاتی مسئلہ دیکھتا ہے۔
- تیسرے مرحلے میں دو گروہ ایسے بنائیں جائیں کہ دونوں گروہوں میں شہر اور دیہات سے تعلق رکھنے والے افراد شامل ہوں اور وہ اس بات پر سوچیں کہ شہر سے دیہات جانے والی کونسی اشیاء ہیں جو دیہات میں پائے جانے والے قدرتی ماحول کے لیے نقصان دہ ہیں۔ اسی طرح پہاڑی دیہات سے شہری ماحول کو کیا خطرات لاحق ہیں۔
- چوتھے مرحلے میں شامل افراد سے کہا جائے کہ وہ اپنی نجی/خانگی زندگی میں کیا ایسی تبدیلی لا سکتے ہیں جس کا اثر ماحول پر مثبت ہو۔
- پانچویں مرحلے میں شرکاء سے کہا جائے کہ وہ ماحول اور پائیدار ترقی کے بارے میں کیا جانتے ہیں اور ہر ایک اپنی معلومات کے مطابق کچھ لکھ کر کلاس میں پیش کرے۔
- اگر شرکاء اساتذہ ہیں تو ان سے کہا جائے کہ وہ اسکول میں کونسی سرگرمیاں کروا سکتے ہیں جن کی روشنی میں بچے اور بچیاں ماحول اور ماحولیاتی مسائل کے بارے میں آگاہی حاصل کریں۔

شرکاء سے اس بات پر بھی کام کروایا جاسکتا ہے کہ ان میں سے کسی کا ایسی تنظیم سے رابطہ ہے جس کا تعلق جنگلی

حیات اور ماحولیاتی مسائل سے ہو۔

آخر میں شرکاء سے کہا جائے کہ وہ اپنے علاقے میں ماحول سے متعلق لوگوں کو آگاہی پہنچانے کے لیے کیا کر سکتے ہیں۔

## خلاصہ:

جو بات شعوری طور پر سمجھنے کی ہے وہ یہ کہ انسان کی مثال اس نادان کی سی ہے جو اُلٹے سمت بیٹھ کر درخت کی شاخ کاٹ رہا ہو۔ شاخ گرنے کی صورت میں وہ خود بھی گر جائے گا۔ جس ماحول میں ہم سانس لے رہے ہیں جس ماحول سے ہم پانی استعمال کرتے ہیں اور جس ماحول سے ہم خوراک حاصل کرتے ہیں اسی ماحول کو ہم خود برباد کرتے ہیں اگر ہمارے ماحول کو نقصان پہنچے گا تو اس کا اثر بلاواسطہ ہم پر نہیں تو آئندہ نسلوں پر ضرور پڑے گا لہٰذا ہم یہاں ایک چھوٹی لیکن دُوررس نتائج کی حامل مثال سے اس گفتگو کو ختم کرتے ہیں کہ جب بھی کوئی باتھ روم استعمال کرے تو اس کو صاف کر کے باہر نکلے تاکہ بعد میں جانے والے شخص کو تکلیف نہ ہو۔

باب ۱۰

# غیر رسمی تعلیم
# Informal Education

## ۱۰۔ا تعارف Introduction

اس سبق کا عمومی مقصد غیر رسمی تعلیم کے تصور کو آسان الفاظ میں شرکاء کو سمجھانا ہے کہ رسمی ماحول اور مواد کے علاوہ غیر رسمی مواقع کو بھی تعلیم و تربیت کے لئے استعمال کیا جائے۔

سبق کا خصوصی مقصد یہ ہے کہ شرکاء تربیت واپس جا کر غیر رسمی طریقہ تدریس کو بھی استعمال کر سکیں تا کہ معاشرہ مضبوط تعلیمی بنیادوں پر استوار ہو اور روشن مستقبل کا ضامن ہو۔

تعلیم کا بنیادی مقصد انسانی رویوں میں مثبت تبدیلی لانا ہے۔مثبت تبدیلی کی اصلاح ایک وسیع تصور ہے۔ اس تبدیلی کا مقصد نہ صرف پڑھنے، لکھنے، بولنے اور سننے کی صلاحیتوں کو نتیجہ خیز بنانا ہے بلکہ زندگی کو ایک پیچیدہ حقیقت کے طور پر سمجھنا بھی ہے تا کہ عملی زندگی میں آنے والے مسائل کو حل کرنا اور دوسرے انسانوں کے ساتھ یہ مسائل حل کرنے میں تعاون کرنا آسان ہو۔

## ۱۰۔۲ اہمیت Importance

گذشتہ کئی دہائیوں سے ماہرین تعلیم رسمی تعلیم کے ساتھ ساتھ غیر رسمی تعلیم کی اہمیت پر بھی زور ڈال رہے ہیں۔رسمی تعلیم ایک منظّم منصوبہ بندی اور درجہ بندی کے تحت دی جاتی ہے۔اس منصوبہ بندی کے تحت اساتذہ کو پہلے سے معلوم ہوتا ہے کہ کیا، کب، کس طرح اور کیوں پڑھانا ہے۔ پھر اسی مواد کے مطابق طلباء سے امتحان لیا جاتا ہے اور انکی درجہ بندی کی جاتی ہے۔رسمی تعلیم کے لئے رسمی ماحول رسمی مواد، رسمی انتظام اور رسمی روابط بھی ضروری ہیں۔رسمی تعلیم کے طریقہ کار کے فوائد سے کسی کو انکار نہیں لیکن یہاں جس نکتے کو سمجھنا ضروری ہے وہ یہ کہ رسمی تعلیم کے علاوہ غیر رسمی طریقہ کے ذریعے بھی تعلیم دی جاسکتی ہے۔

غیر رسمی تعلیم کے لئے کسی رسمی ماحول، رسمی مواد، رسمی طریقہ تدریس، رسمی درجہ بندی، یا رسمی روابط کی ضرورت نہیں ہوتی۔درجہ ذیل مثالوں سے اس بات کی وضاحت ہوجائے گی۔

## ۳-۱۰ مواقع Oppotunities

بچے آپس میں کھیل رہے ہیں استاد یا کوئی بھی تعلیم یافتہ شخص ان کے قریب سے گذر رہا/رہی ہے۔ایک بچہ کہتا ہے "یہ ہماراز مین ہے"۔تعلیم یافتہ شخص کو معلوم ہے کہ زمین اردو میں مونث استعمال ہوتی ہے۔لہٰذا یہ اس کی اخلاقی اور معاشرتی ذمہ داری ہے کہ بچوں کو اپنے پاس بلا کر ان سے کہے، "بچو۔کہو، یہ ہماری زمین ہے"۔اور دو تین دفعہ یہ سرگرمی ان سے دہرا کر منظر سے ہٹ جائے۔ یہ سرگرمی بغیر کسی رسمی منصوبہ بندی یا پیش بندی کے تحت عمل میں آئی۔کوئی تعلیم یافتہ شخص بس میں جا رہا ہے ساتھ بچے بیٹھے ہیں۔ وقت گذارنے کے لئے بچوں سے کچھ سوالات پوچھے جو زبان دانی، معلومات عامہ، تاریخ یا حالات حاضرہ سے متعلق ہوں اور باتوں باتوں میں ان کے علم میں اضافہ کرتے رہیں۔

گھریلو ماحول میں بھی غیر رسمی طریقہ کار کو انتہائی موثر انداز میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔گھر میں رکھی ہوئی چیزیں، گھر میں رہنے والے افراد اور پالتو جانوروں کا حوالہ دے کر بچوں کو ایسی سرگرمیوں میں مشغول کیا جاسکتا ہے کہ وہ غیر شعوری طور پر کئی مفید معلومات حاصل کریں اور ہنر بھی سیکھیں۔

مثال کے طور پر کھانا کھانے سے پہلے کسی بچے سے کہا جائے کہ وہ روٹی کو 1/2, 1/3, 1/4 میں تقسیم کرے۔اسی طرح دیواروں اور دروازوں کا حوالہ دے کر بچوں کو جیومیٹری کے مسائل سمجھائے جاسکتے ہیں۔
غیر رسمی تعلیم کا ایک بنیادی فائدہ یہ ہے کہ بچوں کو محسوس نہیں ہوتا کہ وہ کسی رسمی ماحول میں بیٹھے ہوئے ہیں۔وہ بور نہیں ہونگے یا تناؤ محسوس نہیں کریں گے۔

غیر رسمی طریقہ کار کے ذریعے بچوں میں اخلاقی اقدار، معاشرتی آداب اور اجتماعی زندگی گزارنے کے اصول سمجھائے جاسکتے ہیں۔ بچوں کو سگریٹ پیتے ہوئے دیکھ کر روکا جاسکتا ہے۔ بچوں کو بڑوں کا ادب کرنا سکھایا جاسکتا ہے۔اچھے بچوں کی حوصلہ افزائی کی جاسکتی ہے۔ان کو اجتماعی زندگی گزارنے کے طریقے سکھائے جاسکتے ہیں۔مختصر یہ کہ یہ کوئی پہلے سے متعین طریقہ کار نہیں ہے۔صرف تعلیم دینے والے پر منحصر ہے کہ وہ کتنا ہوشیار اور تعلیم دینے پر آمادہ ہے۔ یہ آمادگی احساس ذمہ داری سے وجود میں آتی ہے اور ضروری نہیں کہ یہ ذمہ داری اساتذہ ہی کی ہو۔کسی بھی تعلیم یافتہ مرد یا عورت کی یہ اخلاقی اور معاشرتی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ موقع سے فائدہ اٹھا کر غیر رسمی طریقہ کار کو استعمال کرے اور بچوں یا بے تعلیم بالغ خواتین وحضرات کو ضروری معلومات فراہم کرے۔ اگر معاشرے میں بسنے والے تعلیم یافتہ لوگوں کی اکثریت اس طریقہ کار پر عمل کرے تو تعلیم کے مقاصد کو حاصل کرنا آسان ہو جائے گا۔

## ۴۔۱۰ سفارشات Recomendations

احساسِ ذمہ داری کے حامل افراد غیر رسمی طریقہ کار کو معاشرتی بھلائی کے لئے رسمی شکل دے سکتے ہیں۔اس طرح کہ ایک تنظیم بنا کر معاشرے میں بسنے والے ایسے بچوں کے لئے غیر رسمی تعلیم کا انتظام کریں جن کے والدین تعلیم کی نعمت سے محروم ہوں۔ضروری نہیں ہے کہ یہ انتظام انتہائی منظّم ہو صرف چند بنیادی باتوں کو پیشِ نظر رکھا جائے۔ان مقامات کی نشاندہی ہو جہاں ایسے بچے عموماً جمع ہوتے ہیں اور کھڑے کھڑے پانچ، دس منٹ ان کی غیر رسمی تعلیم پر صرف کئے جائیں۔

رسمی اداروں میں بھی غیر رسمی طریقہ کار کو استعمال کیا جاسکتا ہے۔ کلاس میں پانچ، دس منٹ کے لئے ایسی سرگرمیاں دی جائیں جن کی نوعیت غیر رسمی ہو اور بچے نفسیاتی طور پر رسمی ماحول کو بھول جائیں۔ مثال کے طور پر بچوں کے ساتھ ان کے گھر، والدین، رشتہ داروں، بہن بھائیوں، کھانے پینے کی اشیاء، گھریلو مصروفیات کے بارے میں غیر رسمی انداز میں گفتگو کی جائے۔

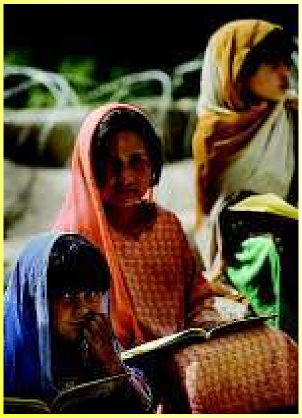

- ا۔ آپ کے گھر میں کتنے کمرے ہیں۔
- ۲۔ کمروں کا رنگ کیا ہے۔
- ۳۔ ناشتے میں کیا کھایا۔
- ۴۔ باورچی خانے میں کونسے برتن ہیں۔

پنکھے کتنے ہیں، کتنی الماریاں ہیں، گھر میں مہمان آتے ہیں؟ گلی کوچوں میں کیا کھیلتے ہیں؟ کھیل کونسا پسند ہے؟

گھریلو نوعیت کی باتوں کے علاوہ بچوں کی حوصلہ افزائی کی جائے کہ وہ اپنے پسند کے کھانے، کھیل کھلونوں پر بات کریں بعد میں بچوں کو گروہوں میں تقسیم کر کے انکو سیکھنے والی سرگرمیوں میں مصروف کیا جائے۔ ایک گروپ سے کہا جائے کہ وہ سوال کرے اور دوسرے گروپ سے جواب دینے کو کہا جائے۔ یہ سرگرمیاں بولنے، لکھنے، سننے اور پڑھنے کی صلاحیتوں کو تقویت دینے کے علاوہ سائنسی معلومات جغرافیائی معلومات، معاشرتی معلومات اور ذمہ داریوں سے متعلق معلومات پہنچانے کے لئے استعمال کی جائیں۔ یہ سرگرمیاں درجے کی مناسبت سے مختلف تعلیمی مقاصد حاصل کرنے کے لئے کروائی جائیں۔

## کلاس میں کروانے کی سرگرمیاں
## (Exercises/ Activities for the Class)

تربیت میں شریک افراد سے کہا جائے کہ وہ غیر رسمی طریقہ کار کے استعمال کے مواقع، اوقات اور مقامات پر غور کریں۔ اور ہر ایک، دو یا تین مواقع، اوقات اور مقامات کی نشاندہی کریں جن کو غیر رسمی تعلیم کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہو۔

شرکاء سے کہا جائے کہ وہ لسانی، تکنیکی، تاریخی، معاشی، معاشرتی، جغرافیائی، حسابی، سائنسی، معاشرتی، ثقافتی

اوراخلاقی معلومات پرسوچیں جس کوغیر رسمی طریقہ تدریس کے تحت بچوں یا بالغ طلباء، طالبات کو سمجھائی جاسکتی ہیں۔

نیز شرکاء سے یہ کہا جائے کہ اپنی تعلیمی قابلیت اور ذہنی دلچسپی کے مطابق ایک چھوٹی سی فہرست بنائیں۔ایک اگر زبان سے متعلق ہو تو دوسری اخلاقیات سے، تیسری تاریخ سے تو چوتھی سائنس سے۔

فہرست میں درج معلومات کو بچوں تک پہنچانے کے لئے مواقع، اوقات اور مقامات پر غور وفکر کیا جائے کہ کیا ،کب، کہاں، کیسے اور کیوں دیا جائے۔

اگر شرکاء میں والدین موجود ہوں تو ان سے کہا جائے کہ اگر وہ اپنے گھروں میں غیر رسمی طریقہ کار کا استعمال کرتے ہیں تو ان کی تفصیل کلاس میں بتائیں تاکہ شرکاء ایک دوسرے کے تجربات سے استفادہ حاصل کرسکیں۔شرکاء کو گروہوں میں بانٹ کر ان سے کہا جائے کہ وہ معاشرتی ترقی اور برادری کے بہبود کے لئے غیر رسمی طریقہ کار کو کیسے استعمال کریں گے۔شرکاء سے کہا جائے کہ وہ درجہ ذیل معلومات کو کس طرح غیر رسمی طریقہ کار کے تحت استعمال کریں گے۔

۱۔ انگریزی اور اُردو میں متعدی اور لازمی افعال کا طریقہ۔(زبان)

۲۔ انگریزی میں بات شروع کرنے،کوئی غلط بات منہ سے نکلنے کے بعد، یا دوسرے سے کوئی چیز حاصل کرنے کے بعد کون سے جملے استعمال کریں گے۔ (رابطہ)

۳۔ بدنی زبان کے اثر کو کیسے سمجھائیں گے۔

۴۔ تقسیم، ضرب، جمع اور منفی کے تصورات۔

۵۔ کشش ثقل کا وجود۔

۶۔ اخلاقی اقدار کی کچھ مثالیں۔

۷۔ کچھ تاریخی معلومات۔

۸۔ چند اہم جغرافیائی معلومات۔

انصاف کا تصور کسی نہ کسی شکل میں انسانی معاشرے میں موجود رہا ہے۔ خواہ یہ معاشرے انتہائی پس ماندہ ہوں یا ترقی یافتہ۔ انصاف کا تصور انسانوں کے مذہبی عقائد سے بھی وابستہ ہے اور ثقافتی اقدار سے بھی۔ انصاف پر قدیم یونانی مفکروں اور عالموں نے بحث کی ہے۔ موجودہ دور میں معاشرتی نفسیات کے ماہرین بھی معاشرتی انصاف پر فکری اور تحقیقی کاوشوں میں مصروف عمل ہیں۔

انصاف کو سمجھنے کے لئے کسی خاص شکل کا تصور نہیں ہے۔ تقریباً ہر زبان میں اس تصور کو جامہ پہنانے کے لئے الفاظ موجود ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انصاف کا تصور کسی وجدانی مجمع سے وابستہ ہے۔

انصاف کا تصور ایک مسئلے کی صورت اس لئے اختیار کرتا ہے کیونکہ معاشرے میں مختلف نفسیاتی رویوں اور رجحانات کے حامل افراد بستے ہیں۔ ان رویوں اور رجحانات کی وجہ سے لوگوں سے مختلف اعمال سرزد ہوتے رہتے ہیں۔ ان میں بعض اچھے ہوتے ہیں، بعض عارضی نوعیت کے۔ ان اعمال کو تولنے کے لئے معیار بھی وہ ہوتا ہے جو کسی معاشرے میں بسنے والے افراد کی اجتماعی زندگی گزارنے کے اصول متعین کرتا ہے۔ اس نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو انصاف کے تصور کے جزئیات کو کسی عالمی معیار کے مطابق بنایا نہیں جا سکتا۔

مثال کے طور پر بعض معاشروں میں بچپن کی شادی کوئی برائی نہیں بلکہ معاشرتی زندگی کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔ لیکن یہی عمل ترقی یافتہ معاشرے میں انتہائی معیوب بلکہ جرم سمجھا جاتا ہے۔

مثال کے طور پر (عمد) ایک ایسا جرم ہے جو ہر معاشرے میں ظلم سمجھا جاتا ہے جس کے لئے ملکی قوانین میں مجرم کو پکڑنے، تفتیش کرنے، حقائق سامنے لانے، ثبوت پیش کرنے اور سزا تجویز کرنے کے ادارے موجود ہیں۔ معاشرتی انصاف کا پہلو یہ بھی ہے کہ شک کی بنیاد پر کسی کو سزا نہ دی جائے۔ اس لئے شک کا فائدہ ہمیشہ ملزم کو جاتا ہے۔

اسی طرح چوری بھی ایسا جرم ہے جس کو ہر معاشرے میں بُرا سمجھا جاتا ہے اور چور کو پکڑنے، چوری کے مال کو برآمد کرنے اور مالک کو واپس کرنے یا چور کو سزا دینے کے ادارے موجود ہوتے ہیں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ معاشرے میں جرائم کا ہونا کوئی انہونی بات نہیں تاہم معاشرتی انصاف کا تقاضا ہے کہ جرائم پیشہ افراد کی ہر سطح پر حوصلہ شکنی کی جائے تاکہ معاشرتی انصاف کو پروان چڑھنے کا موقع ملے۔

جرائم سے نمٹنے کے لئے ریاستی ادارے کام کرتے رہتے ہیں قانون کے ماہرین اور معاشرتی انصاف کے لئے کام کرنے والے ادارے ان پر نظر رکھے ہوئے ہوتے ہیں تاکہ ہر مرحلے پر انصاف کے تقاضوں کا خیال رکھا جائے۔

کچھ معاشرتی جرائم ایسے ہیں جن سے نمٹنے کے لئے کوئی رسمی قانون موجود نہیں ہوتا یہ معاشرے میں بسنے والوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اِن جرائم کو آشکار کرنے، ان کے اسباب کو سمجھنے اور ان کے روک تھام کے لئے کام کریں۔

معاشرتی انصاف کا تقاضا ہے کہ ایسی سرگرمیوں پر نظر رکھی جائے جو معاشرے کی صحت کے لئے مضر ہیں۔ مثال کے طور پر بعض ایسے گوشے ہوتے ہیں جہاں غیر قانونی اشیاء کے کاروبار ہوتے ہیں اور وہ پولیس کی نظروں سے بچنے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ ذمہ دار شہریوں کا فرض ہے کہ اس کی اطلاع متعلقہ اداروں کو دیکر ایک معاشرتی حق ادا کریں۔ اسی طرح بعض جگہوں پر غیر اخلاقی اڈے چل رہے ہوتے ہیں۔ بعض دوکاندار جائز اشیاء فروخت کرنے کی آڑ میں ناجائز چیزوں کا کاروبار کرتے ہیں یہاں تک کہ حرام جانوروں کا گوشت منڈی میں پہنچ جاتا ہے۔

معاشرتی انصاف کا تعلق ان برائیوں سے بھی ہے جو جرم کے زمرے میں نہیں آتے لیکن انسانی ضمیر پر بوجھ ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر غربت۔ ہر غریب شخص مجرم نہیں ہوتا لیکن غربت جرم کرنے کا ایک سبب بن سکتا ہے۔ غریب شخص چوری کر سکتا ہے، غریب ڈاکہ ڈال سکتا ہے، غربت سے مجبور ہو کر کسی ہاتھ سے کوئی چیز چھین کر بھاگ سکتا ہے، نشہ آور اشیاء کا کاروبار کر سکتا ہے، اخلاق سوز حرکات میں ملوث ہو سکتا ہے، انسانی اعضاء بیچ سکتا ہے اور یہاں

تک کہ کسی کو قتل کر سکتا ہے۔ لہٰذا معاشرتی انصاف کا تقاضا اور صاحب جائیداد افراد کا فرض ہے کہ وہ اپنے حلقے میں غربت کو مٹانے کے لئے مئوثر اقدامات کریں۔ یہاں یہ بات بھی مدنظر رکھنی چاہیئے کہ اگر غربت سے مجبور ہو کر کوئی شخص جرم کرے اور ثابت ہو جائے کہ واقعی اس نے غربت کے ہاتھوں مجبور ہو کر کوئی غلط کام کیا ہے تو معاشرتی انصاف کا تقاضا ہے کہ اس کو معاف کر دیا جائے یا ایسا حل تلاش کیا جائے جو نہ صرف معاشرے کو بحیثیت مجموعی بلکہ اس شخص کو بحیثیت فرد فائدہ پہنچائے۔

معاشرتی انصاف کا تقاضا ہے کہ پہلے ہم خود ایسے کاموں سے اجتناب کریں جو انصاف کے اصولوں کی منافی ہوں پھر دوسروں کو ان اصولوں کی پابندی کرنے کی تلقین کریں۔

ایک چھوٹی مثال اس بات کو واضح کرنے کے لئے کافی ہے۔ ایک باپ جو خود سگریٹ پیتا ہے کیسے اپنے بیٹے کو سگریٹ پینے سے روک سکتا ہے۔

معاشرتی انصاف کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ ہم کسی کی بے علمی، لاعلمی یا کمزوری سے فائدہ نہ اٹھائیں یہ نکتہ تفصیل طلب اس لئے ہے کہ جدید دور میں کاروبار کو فروغ دینے اور زیادہ سے زیادہ مال بیچنے کے لئے جن اشتہاری چال بازیوں کا استعمال کیا جاتا ہے وہ سراسر معاشرتی انصاف کے اصولوں کے منافی ہیں۔

معاشرتی انصاف کا ایک پہلو کسی ملک کے سیاسی نظام سے بھی ہے۔ معاشرتی احداف کے تصور عام کرنے کے لئے ضروری ہے کہ معاشرے کے باہر افراد طاقت حاصل کرنے کے لئے ناجائز ذرائع کا استعمال نہ کریں جو بڑے پیمانے پر بدعنوانیوں کا سبب بنتا ہے۔ لوگ غلط ذرائع استعمال کر کے اقتدار کے ایوانوں تک پہنچ جاتے ہیں پھر بدعنوانیوں میں ملوث ہو کر ایسے جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں جن کے مضر اثرات صدیوں تک معاشرے میں موجود ہوتے ہیں۔

معاشرتی انصاف کا یہ بھی تقاضا ہے کہ لوگ اپنے فرائض اور حقوق سے واقف ہوں تا کہ فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی نہ ہو۔ اگر فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی نہ ہو تو حقوق کی حفاظت خود بخود یقینی ہو جائے گی۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اسکول کی عمارتوں میں چھٹی کے دن عام لوگوں کو حقوق و فرائض کی تعلیم دی جائے۔ آئین کا سادہ اور سلیس ترجمہ کر کے لوگوں کو سنایا جائے تا کہ ان کو پتہ ہو کہ ان کے فرائض اور حقوق کیا ہیں۔

ان تفصیلات کی روشنی میں ہم یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ معاشرتی انصاف ایک دن یا ایک سال میں حاصل

کرنے کی چیز نہی ہے یہ صدیوں پر محیط تصور ہے۔ ہر دن نئے مسائل جنم لیتے ہیں، جرائم کے نئے طریقے وجود میں آتے ہیں، ظلم و بربریت کی نئی کہانیاں رقم ہوتی ہیں اور حکومتی بدعنوانیوں کے المیے سامنے آتے ہیں۔ لہٰذا معاشرتی تصور کو دیرپا بنانے کے لئے ضروری ہے کہ ایسے ادارے وجود میں آئیں جو معاشرتی انصاف کے تصور کو پھیلانے اور نئے چیلنجوں کا سامنا کرنے کے لئے شب و روز مصروف عمل ہوں۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے
(اقبال)

## کلاس میں کروانے کی سرگرمیاں
## (Exercises/ Activities for the Class)

۱۔ شرکاء سے کہا جائے کہ ہر ایک معاشرتی انصاف پر ایک پیراگراف لکھ کر کلاس میں پیش کرے۔

۲۔ شرکاء سے کہا جائے بعض ایسے پہلو ہیں جن کو جان بوجھ کر متن کا حصہ نہیں بنایا گیا۔ وہ اپنے ذہنوں کا استعمال کر کے مزید پہلوؤں کی نشاندہی کریں جن کا تعلق معاشرتی انصاف سے ہو۔ مثلاً ماحول یا جانوروں کے حقوق۔

۳۔ شرکاء سے کہا جائے کہ ان کے حلقوں میں پائے جانے والے معاشرتی انصاف کے تصور کی جزئیات کو کلاس میں پیش کریں۔

۴۔ شرکاء سے کہا جائے کہ وہ بچوں میں معاشرتی انصاف کے حس کو بیدار اور فعال کرنے کے لئے کیا کریں گے۔

۵۔ شرکاء سے کہا جائے کہ وہ ہمارے معاشرے میں ان سرگرمیوں کی نشاندہی کر کے فہرست بنائیں جو معاشرتی انصاف کے منافی ہیں۔

باب ۱۲

# غربت

## اسباب اور ختم کرنے کی تدابیر

## Poverty: Causes & Alleviation

دنیا میں غربت ایک سنگین مسئلہ ہے۔ اگرچہ غربت کی معاشرتی اور معاشی حالات کی روشنی میں تعریف کی جاتی ہے لیکن اس کا عمومی نقشہ، ہر انسان کے ذہن میں بالکل صاف ہے، یعنی زندگی میں وسائل کی اتنی کمی کہ انسان کو کھانے کو کچھ نہ ملے یا مشکل سے ملے۔ موسمی اثرات سے بچنے کے لئے کپڑے نہ ہوں اور خاندان بسانے کے لئے گھر نہ ہو۔ صحت بگڑنے کی صورت میں علاج کے لئے پیسے نہ ہوں اور بچوں کی تعلیم کے لئے وسائل نہ ہوں۔

اس مختصر تمہید کے بعد دوسرا مرحلہ ان شواہد پر سوچنے کا آتا ہے جو غربت کا سبب بنتے ہیں۔ معاشرے میں غربت پیدا ہونے کے کئی بنیادی اسباب ہیں۔

### ۱۲۔۱ وسائل کی غیر مساوی تقسیم Unequal distribution of Resources

معاشرے میں ایک طبقہ ایسا پیدا ہوتا ہے جو قدرتی وسائل پر نسل در نسل قبضہ جمائے بیٹھا ہوتا ہے جبکہ اسی خطے میں بسنے والے دوسرے طبقے وسائل سے محروم رہتے ہیں۔

### ۱۲۔۲ قدرتی آفات Natural Disasters

بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ سیلاب، طوفان، برفانی تودے، گلیشیئر ٹوٹ کر نیچے پہنچنے سے یا زلزلوں کی وجہ سے لوگ وسائل سے محروم ہو جاتے ہیں اور غربت وجود میں آتی ہے۔

### ۱۲۔۳ آبادی میں اضافہ Population Explosion

غیر ترقی یافتہ ممالک میں اکثر لوگ ان پڑھ ہیں اور بچے پیدا کرنے کو ایک معاشرتی کارنامہ سمجھتے ہیں۔ اس سوچ کی بناء پر آبادی میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے جس کا دباؤ ملکی وسائل پر پڑتا ہے اور بے روزگار لوگ معاشرے پر بوجھ بن جاتے ہیں۔

## ۱۲۔۴ صنعتی وسائل کی کمی Lack of Industrial Resources

غیر ترقی یافتہ ممالک میں صنعتی وسائل کی کمی ہے۔ بڑے بڑے کارخانے نہیں ہیں۔ صنعتی وسائل کی کمی کی وجہ سے تعلیم یافتہ نوجوان بھی بے روزگار رہ جاتے ہیں اور غربت کا شکار ہو جاتے ہیں۔

## ۱۲۔۵ تکنیکی ہنرمندی کی کمی Lack of Technical Skills

جدید دور تکنیکی ہنرمندی کا ہے۔ کیونکہ ٹیکنالوجی کا استعمال عام ہو گیا ہے۔ دروازے کھولنے سے لے کر موسمی اثرات کا مطالعہ کرنے کے لیئے ڈیجیٹل ٹیکنالوجی استعمال ہوتی ہے۔ تکنیکی ہنرمندی کے بغیر جدید معاشرے میں روزگار حاصل کرنا مشکل ہو گیا ہے اس لئے معاشرے میں غربت پیدا ہوتی ہے۔

## ۱۲۔۶ عورتوں میں تعلیم اور ہنرمندی کی کمی Lack of Women Education & Skills

بعض جگہوں میں ثقافتی روایات کی وجہ سے عورتیں تعلیم سے محروم رہ جاتی ہیں اور وہ ملک کی معاشی ترقی میں کوئی مؤثر کردار ادا نہیں کر سکتیں۔ شادی کر کے خاوند کے گھر چلی جاتی ہیں اور اگر خدا نا خواستہ خاوند بیمار ہو جائے یا فوت ہو جائے تو بے تعلیم اور غیر ہنرمند بیوائیں غربت کا شکار ہو جاتی ہیں۔

## ۱۲۔۷ وسائل کا غیر منظّم استعمال Unorganized Use of Resources

بعض ممالک ایسے ہیں جہاں قدرتی وسائل موجود ہیں لیکن ان کا استعمال غیر منظّم اور بغیر منصوبہ بندی کے ہوتا ہے جس کا اثر معاشرے پر پڑتا ہے۔ اس کی بہترین مثال ہمارا ملک پاکستان ہے۔ پاکستان میں وسائل کی کمی نہیں لیکن چند بنیادی باتیں ایسی ہیں جن کی بناء پر یا تو ان وسائل سے منظّم منصوبہ کے تحت فائدہ اٹھایا نہیں جاتا یا بدعنوانی کے نت نئے گر استعمال کر کے فوائد کو ہڑپ کیا جاتا ہے اور ایک مخصوص ٹولہ دولت مند ہوتا جاتا ہے۔ جس کے اثرات معاشرے کے ان طبقات پر پڑتے ہیں جو بدعنوانی کا حصہ نہیں بن سکتے اور غربت کا شکار ہو جاتے ہیں۔

## ۱۲۔۸ نفسیاتی سستی اور کاہلی Psychological Lethargy & Laziness

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ لوگوں میں کام کرنے کا جذبہ نہیں ہوتا۔ ذوق وشوق سے محروم ہوتے ہیں۔ ذہنی اور جسمانی صلاحیتوں کو بروئے کار نہیں لاتے۔ انتہائی مجبوری کی صورت میں بھکاری بن جاتے ہیں اور غربت جنم لیتی ہے۔

اصول یہ ہے کہ اگر اسباب ختم کئے جائیں تو اثرات خود بخود ختم ہو جاتے ہیں۔ یہی اصول غربت کے خاتمے

کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ یعنی:

انسانی حقوق کے لئے کام کرنے والی تنظیمیں اس بات کو یقینی بنائیں کہ قدرتی وسائل کی تقسیم مساوی بنیاد پر ہواور کسی قدرتی وسیلے پر کسی ایک ٹولے، گروہ یا طبقے کی اجارہ داری نہ ہو۔

قدرتی آفات سے متاثرہ افراد اور خاندانوں کی آبادکاری کی ذمہ داری اس ملک کے صاحب ثروت لوگوں پر عائد ہوتی ہے۔ ملکی قوانین میں تبدیلی کرکے اس مسئلے پر آسانی سے قابو پایا جاسکتا ہے۔

مثال کے طور پر ایک ملک میں ہزاروں کی تعداد میں ایسے لوگ بھی بستے ہیں جن کی روزانہ آمدنی لاکھوں میں ہوتی ہے اور بعض کی ہزاروں میں ہوتی ہے۔ قانون اس طرح بنائے جائیں کہ آفت رونما ہونے کی صورت میں ایسے افراد کی آمدنی سے مخصوص حصہ کاٹ کے ایک مد کے تحت جمع کیا جائے تو متاثرہ افراد اور خاندانوں کی بحالی ممکن ہوسکتی ہے۔ یہ بات انصاف کے اصولوں کے منافی اس لئے نہیں ہے کہ ریاست کا کام ہی طاقت کا منظّم استعمال ہے اور اس طاقت کا استعمال انسانی بہبود کے لئے ہو تو عین عبادت ہے۔ تیسرا سبب آبادی میں اضافہ ہے۔ اس مسئلے پر قابو پانے کے لئے تعلیم ہی واحد ذریعہ ہے اور پھر تعلیم یافتہ افراد کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اپنے بے تعلیم یا ناخواندہ بہن بھائیوں کو بچے کم پیدا کرنے کی تعلیم دیں۔ آبادی میں اضافے کو روک کر غربت کے مسئلے پر کافی حد تک قابو پایا جاسکتا ہے۔

صنعتی وسائل میں ترقی کے لئے ضروری ہے کہ معاشرتی ماحول سرمایہ لگانے کے لئے سازگار ہو۔ اگر سرمایہ لگانے والے افراد کو پہلے سے معلوم ہو کہ ان کا سرمایہ محفوظ نہیں ہوگا یا اس کے اور اس کے خاندان والوں کو خطرہ ہو تو وہ سرمایہ کاری کرنے پر آمادہ نہیں ہونگے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ معاشرے سے انتہا پسندی اور تشدد پسندی کے جذبات کو ختم کیا جائے جو کسی ایک فرد، جماعت یا پارٹی کی ذمہ داری نہیں بلکہ ہر ذی شعور اور فرض شناس فرد کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ معاشرتی ماحول کو سرمایہ کاری کے لئے سازگار بنائے۔ اگر صنعتی وسائل میں ترقی ہوگی تو روزگار کے مواقع پیدا ہونگے اور غربت خود بخود کم ہوجائے گی۔

تکنیکی ہنرمندی کا مسئلہ بنیادی طور پر حکومتوں کے حل کرنے کا ہے۔ یعنی یونین کونسلز کی سطح پر ایسے ادارے کھولے جائیں جو لوگوں کو مختلف ہنر سکھائیں۔

عورتوں کی تعلیم کو عام کرنے کی کوشش کی جائے اور ان کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے کے ساتھ ساتھ

ہنرمندی کی بھی تعلیم دیں تاکہ وہ رزق کمانے کے لئے مردوں کے شانہ بشانہ کام کر سکیں۔

معاشرتی بہبود کے لئے کام کرنے والی تنظیمات کو چاہیئے کہ وہ ایسے مراکز کھولیں جہاں لوگوں کو رزق کمانے کے ہنر سکھائے جائیں۔

## ۹۔۱۲ خلاصہ

ہر انسان کو یہ سوچنا چاہیئے کہ میں نے دوسرے انسانوں سے بہت کچھ حاصل کیا لیکن مجھ سے لوگ کیا حاصل کر رہے ہیں۔ غربت انسانوں کا مسئلہ ہے اور انسان ہی اس کو حل کر سکتے ہیں۔ لیکن کسی بھی مسئلے کو حل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان کے دل میں جذبہ ہو۔ جذبے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ہنر ہو تو انسان مشکل سے مشکل مقصد کو حل کر سکتا ہے۔

## کلاس میں کروانے کی سرگرمیاں
## (Exercises/ Activities for the Class)

۱۔ دیئے گئے اسباب کے علاوہ شرکاء کے ذہنوں میں کوئی اور اسباب بھی ہوں تو کلاس میں پیش کریں۔

۲۔ شرکاء سے کہا جائے کہ وہ اپنے حلقے میں غربت میں مبتلا افراد کا اندازہ لگائیں اور وجوہات بھی بتانے کی کوشش کریں۔

۳۔ شرکاء میں سے کتنے افراد ایسے ہیں جنہوں نے غربت کو ختم کرنے کے لئے کوئی عملی کام کیا ہو۔

۴۔ شرکاء کو اس بات پر آمادہ کیا جائے کہ وہ اپنے اپنے حلقوں میں غربت میں مبتلا افراد کی مدد کے لئے گروہی کام کا کوئی خاکہ پیش کریں۔

۵۔ شرکاء سے پوچھا جائے کہ وہ اپنی ماہانہ آمدنی میں سے کتنی رقم غربت مٹانے پر خرچ کرتے ہیں۔

باب ۱۳

# ایچ آئی وی (مثبت)
# HIV & AIDS

## ۱۳۔۱ تعارف Introduction

عمومی طور پر انسانی امراض دو حصوں میں تقسیم ہوتے ہیں۔

۱۔ قابل علاج امراض

۲۔ ناقابل علاج امراض

ایچ آئی وی (مثبت) ناقابل علاج مرض ہے۔ اس مرض کا مطلب یہ ہے کہ انسانی جسم کا مدافعتی نظام آہستہ آہستہ برباد ہوجاتا ہے۔ اس مرض کے شروع کا مرحلہ HIV کہلاتا ہے اور اگر یہی مرض شدت اختیار کر جائے تو AIDS (ایڈز) بن جاتا ہے۔

اس سبق کا مقصد شرکاء کو ایچ۔آئی۔وی (مثبت) اور ایڈز کے اسباب، احتیاطی تدابیر اور معاشرتی مضمرات کے بارے میں معلومات پہنچانا ہے تاکہ وہ ان بنیادی معلومات کی روشنی میں اپنے اپنے دائرہ کار میں مؤثر معاشرتی خدمات انجام دے سکیں۔

## ۱۳۔۲ تاریخ Background

ایچ۔آئی۔وی (مثبت) ایک وائرس کے ذریعے جسم میں پھیلتا ہے۔ محققین کے مطابق یہ وائرس 1930 سے 1960 کی دہائیوں میں پہلی دفعہ نمودار ہوا اور بندروں کے ذریعے انسانوں میں پھیل گیا۔ براعظم افریقہ میں پہلی دفعہ اس کا ظہور ہوا۔ اب HIV (مثبت) اور AIDS تناسب کے لحاظ سے افریقہ میں زیادہ ہے۔

Human Immunodeficiency Virus یعنی انسانی قوتِ مدافعت میں کمی کا وائرس جو جسم کے مدافعتی نظام پر حملہ کرتا ہے وقت کے ساتھ ساتھ انسانی جسم اتنا کمزور ہوجاتا ہے کہ معمولی بیماری بھی مہلک ثابت ہوتی ہے۔ مرض کے علامات اگر بھرپور طور پر ظاہر ہوجائیں تو ان کے مجموعے کو ایڈز یعنی "مدافعتی نظام میں کمی کی علامات" کہا جاتا ہے۔

## ۱۳۔۳ بنیادی نکتہ

عالمی ادارۂ صحت (WHO) کے مطابق 1981ء سے اب تک 36 ملین لوگ اس بیماری سے مرچکے ہیں۔اس وقت 35.3 لوگ HIV کے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں جس میں 2.1 ملین مریضوں کی عمر 10 سے 19 سال کے درمیان ہے۔ براعظم افریقہ میں HIV+ پھیلنے کی وجہ متاثرہ ماں کے حمل، بچے کی پیدائش اور دودھ پلانے سے ہوتا ہے۔ایک اندازے کے مطابق 700 بچے ہر روز HIV سے متاثر ہوتے ہیں۔عالمی سطح پر یکم دسمبر AIDS کے طور پر منایا جاتا ہے۔اس مرض کا شکار ہونے والوں میں آدھی سے زائد تعداد 15 سے 24 سال عمر کے نوجوانوں کی ہے۔ہر متاثرہ لڑکے کے مقابلے میں دو لڑکیاں اس وائرس سے متاثر ہوتی ہیں۔بعض ممالک میں پندرہ سال سے انتیس سال کی عمر کے بچوں اور نوجوانوں میں ہر متاثر لڑکے کے مقابلے میں پانچ متاثر لڑکیوں تک پہنچ جاتا ہے۔

اس وقت 15 سال سے کم عمر کے ایک کروڑ 43 لاکھ بچے ایڈز کی وجہ سے یتیمی کے دن گذار رہے ہیں۔

## ۱۳۔۴ اسباب Causes

ایچ آئی وی (مثبت) اور ایڈز بے احتیاطی کی وجہ سے پھیلتے ہیں جس کی مختلف صورتیں ہوسکتی ہیں۔

- ایچ آئی وی/ایڈز سے متاثرہ فرد کے ساتھ جنسی عمل سے۔
- ایچ آئی وی/ایڈز سے متاثرہ سرنج سے ٹیکہ لگوانا اور متاثرہ اوزاروں کے استعمال سے۔
- انتقالِ خون سے یا انتقال خون میں استعمال ہونے والوں اوزاروں کے ذریعے۔
- متاثرہ ماں سے بچے میں کے دودھ کے ذریعے سے۔

## ۱۳۔٦ ضروری نکتہ

ایچ آئی وی کا وائرس ہمیشہ کے لئے جسم میں رہتا ہے خواہ اس وائرس سے متاثرہ افراد اپنے آپ کو صحت مند محسوس کیوں نہ کریں پھر بھی زندگی بھر متاثر رہتے ہیں اور دوسروں کو متاثر کرسکتے ہیں۔

## ۱۳۔۵ تشخیص عمل

ایچ آئی وی ایڈز سے متاثر ہونے کا پتہ صرف خون کا ٹیسٹ کروانے سے چل سکتا ہے۔اگر کسی شخص کے خون میں وائرس موجود ہو تو ایچ آئی وی (مثبت) کہلاتا ہے۔

یاد رہے جب کسی شخص کو ایک مرتبہ ایچ آئی وی منتقل ہوجائے تو 6 سے 12 ہفتوں تک اس کے آثار نظر نہیں آتے۔

## ۱۳_۷ احتیاطی تدابیر Preventive Measures

بچوں کو اخلاقی اقدار اپنانے کی ترغیب دی جائے تا کہ وہ غیرازدواجی جنسی بے راہ روی سے مکمل اجتناب کریں۔ جوانوں کے لئے ضروری ہے کہ صرف شریک حیات کے ساتھ جنسی تعلق جاری رکھیں تھوڑی سی بے احتیاطی زندگی کو برباد کرنے کے لئے کافی ہوتی ہے۔ میاں / بیوی متاثرہ ہوں تو مدافعتی تدابیر کے ساتھ جنسی تعلق جاری رکھیں۔

استعمال شدہ اوزاروں کو استعمال نہ کیا جائے یعنی یہ مرض استعمال شدہ اوزاروں کے ذریعے بھی پھیل سکتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ استعمال شدہ اوزاروں کے استعمال سے پرہیز کیا جائے۔ صرف صاف اور نئی سرنجوں کا استعمال کیا جائے۔ کان، ناک چھید کروانے، جسم پر نقش و نگار کے اوزاروں کے ذریعے بھی پھیلنے کا امکان ہے لہٰذا ضروری ہے احتیاط برتی جائے کیونکہ پرہیز علاج سے بہتر ہے۔

ایچ آئی وی/ ایڈز کیسے منتقل نہیں ہوتا۔

- عام میل جول سے
- ہاتھ ملانے سے
- ایک دوسرے کے پیالے وغیرہ استعمال کرنے سے
- ایک ہی غسل خانہ / باتھ روم استعمال کرنے سے
- اکٹھے دفتر میں وقت گذارنے سے
- مچھر کاٹنے سے

## ۱۳_۸ ایچ آئی وی کی علامات HIV Symptoms

ایچ آئی وی سے متاثر افراد 5 سے 10 سال یا اس سے زیادہ عرصے تک صحت مند نظر آتے ہیں اور اپنے آپ کو تندرست محسوس کرتے ہیں۔

## ۱۳_۹ ایڈز کی علامات AIDS Symptoms

جسم کا دفاعی نظام اگر ایک دفعہ کمزور ہو جائے تو کوئی بھی بیماری جان لیوا ثابت ہو سکتی ہے۔ ایڈز سے متاثرہ

افراد عام طور پر سرطان، نمونیہ، ٹی بی اور دست کی بیماریوں میں مبتلا ہو کر مر جاتے ہیں۔

## ۱۰۔۱۳ پاکستان میں ایچ آئی وی ایڈز کی صورت حال

پاکستان میں اس وقت +HIV کے مریضوں کے تعداد تقریباً ایک لاکھ ہے۔ ابھی تک پاکستان میں AIDS سے مرنے والوں کی تعداد پانچ ہزار تک ہے۔

ایڈز جیسا مہلک مرض، جس کی تباہ کاریاں نہ صرف افراد اور خاندانوں تک محدود ہیں بلکہ گھمبیر معاشرتی اور معاشی مسائل کا بھی سبب بنتی ہیں جس سے بچنے کا واحد راستہ اخلاقی تعلیم ہے۔

اساتذہ اور والدین کو چاہیئے کہ بچوں میں اخلاقی اقدار کو مضبوط بنیادوں پر تعمیر کریں۔ اگر بنیاد مضبوط ہو تو دیواریں نہیں گرتیں۔

۱۔ شرکاء سے کہا جائے کہ وہ معاشرے میں HIV اور AIDS کے بارے میں بیداری پیدا کرنے کے سلسلے میں کیا تجاویز دیتے ہیں۔

۲۔ شرکاء سے یہ بھی کہا جائے کہ وہ اخلاقیات کی روشنی میں زنا اور فحاشی پر فرداً فرداً بحث کریں۔

۳۔ شرکاء سے کہا جائے کہ وہ اِس سبق کا خلاصہ اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

انسانی صحت کا دارومدار غذا اور غذائیت پر ہے۔ متناسب غذا صحت مند زندگی کی ضمانت ہے لہٰذا ضروری ہے کہ عام انسانوں کو غذا اور غذائیت کے بارے میں بنیادی باتیں معلوم ہوں۔

متوازن غذا کا مطلب یہ ہے کہ مختلف النوع غذاؤں اور مشروبات سے اُن غذاؤں اور مشروبات کا انتخاب کیا جائے جو بحیثیت مجموعی مندرجہ ذیل عناصر پر مشتمل ہوں۔

۱۔ پروٹین
۲۔ کاربوہائیڈریٹ
۳۔ چربی
۴۔ معدنی نمک
۵۔ پانی
۶۔ مختلف وٹامنز

کسی بھی انجن کو چلانے کے لئے توانائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ بالکل اسی طرح انسانی جسم کے انجن کو چلانے کے لئے ہوا، پانی، اور غذا کی ضرورت ہوتی ہے۔

غذا انسانی جسم کو توانائی پہنچاتی ہے جس سے انسان کام کرنے کے قابل ہو جاتا ہے اور جس کا اثر اس کے ذہن پر بھی پڑتا ہے، یعنی متوازن خوراک ذہنی صحت کے لئے بھی ضروری ہے۔ ذیل میں ہر غذائی جزپر بحث کی جاتی ہے۔

## ۱۴۔۱ لحمیات Proteins

دن رات کام کرنے کی وجہ سے انسانی جسم کے پرزے (پٹھے، خلیے، شریانیں) ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوتی ہیں۔ اس ٹوٹ پھوٹ کی مرمت اور خلیوں کی نشوونما کے لئے پروٹین کی ضرورت پڑتی ہے جو جسم کو توانائی پہنچانے میں بنیادی کردار ادا کرتی ہیں۔ پروٹین عموماً گوشت، انڈے اور دالوں سے حاصل ہوتی ہے۔

## ۱۴_۲ نشاستے Carbohydrates

جوخوراک ہم کھاتے ہیں اس کا حصہ شکر کی صورت میں جگر میں محفوظ ہو جاتا ہے جو جسم میں حرارت اور طاقت پیدا کرنے کے لئے بہت ضروری ہے نشاستے ہر قسم کے اناج ،یعنی گندم، چاول ،مکئی ،میووں اور سبزیوں مثلاً آلو، چقندر، کھجور،شہد،خوبانی ،انگور میں پائے جاتے ہیں۔

## ۱۴_۳ چربیاں (Fats)

چربی ایک طاقت بخش خوراک ہے۔ یہ بھی جسم کو حرارت اور توانائی پہنچاتی ہے۔حیوانی اور نباتاتی ذریعوں سے حاصل ہوتی ہے۔ چربی انڈے، گوشت، مکھن، پنیر، دیسی گھی / گھی اور تیلوں میں پائی جاتی ہے۔

### ضروری نکتہ:

چربی موٹاپے کا سبب بنتی ہے اور موٹاپا کئی مہلک امراض کا سبب بنتا ہے۔لہٰذا ضروری ہے کہ چربی جسم میں زیادہ جمع نہ ہونے پائے۔ اس کے لئے جسمانی کام اور ورزش بہت ضروری ہیں۔

## ۱۴_۴ معدنی نمک Mineral Salt

عضلات میں لچک پیدا کرنے کے لئے معدنی نمکیات کی ضرورت پڑتی ہے۔اس میں کیلشیم ہڈیوں کو مضبوط بناتا ہے اور خون کے سرخ ذرات کو بناتا ہے، پوٹاشیم سارے جسم کو صحت مند رکھنے کے لئے ضروری ہے اور عام نمک بھی جسم کو صحت مند رکھنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

## ۱۴_۵ پانی Water

پانی غذا کا لازمی جز ہے۔ پانی کے بغیر زندگی ناممکن ہو جاتی ہے۔انسانی جسم کے وزن کا 70% پانی پر مشتمل ہے۔ پانی غذا کو ہضم کرنے میں مدد دیتا ہے اور جسم کے بیکار مادوں کو خارج کرنے میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ اندازہ یہ ہے کہ ہر آدمی کو 24 گھنٹوں میں 2 لیٹر پانی کی ضرورت پڑتی ہے اگرچہ اس کا انحصار موسمی حالات پر ہے۔

## ۱۴_۶ وٹامن Vitamins

یہ خوراک کا بہت اہم اور فائدہ بخش جز ہے۔ یہ صحت کو برقرار رکھنے اور جسم کی نشوونما کے لئے بہت ضروری ہے۔اے، بی، سی، ڈی اس کی مشہور قسمیں ہیں۔

## ۱۴۔۷ غذائی حراروں کا گوشوارہ

| میوے | فی 100 گرام | سبزیاں | فی 100 گرام |
|---|---|---|---|
| سیب | 65 | شلجم | 26 |
| کیلا | 153 | گوبھی | 45 |
| چھیکو | 93 | گاجر | 48 |
| امرود | 66 | پالک | 26 |
| انگور | 45 | پیاز | 50 |
| آم | 70 | آلو | 50 |
| کینو | 53 | بینگن | 24 |
| لوکاٹ | 51 | پھول گوبھی | 37 |
| انناس | 46 | ٹماٹر | 21 |
| انار | 77 | چقندر | 45 |
| آڑو | 50 | مٹر | 93 |
| تربوز | 16 | کدو | 19 |

فی کپ/دودھ اور دودھ سے تیار شدہ اشیاء

دودھ (گائے) 100 فی کپ

دودھ (بھینس) 115 فی کپ

بغیر ملائی دودھ 45 فی کپ

لسی 19 فی کپ

پنیر 315 فی کپ

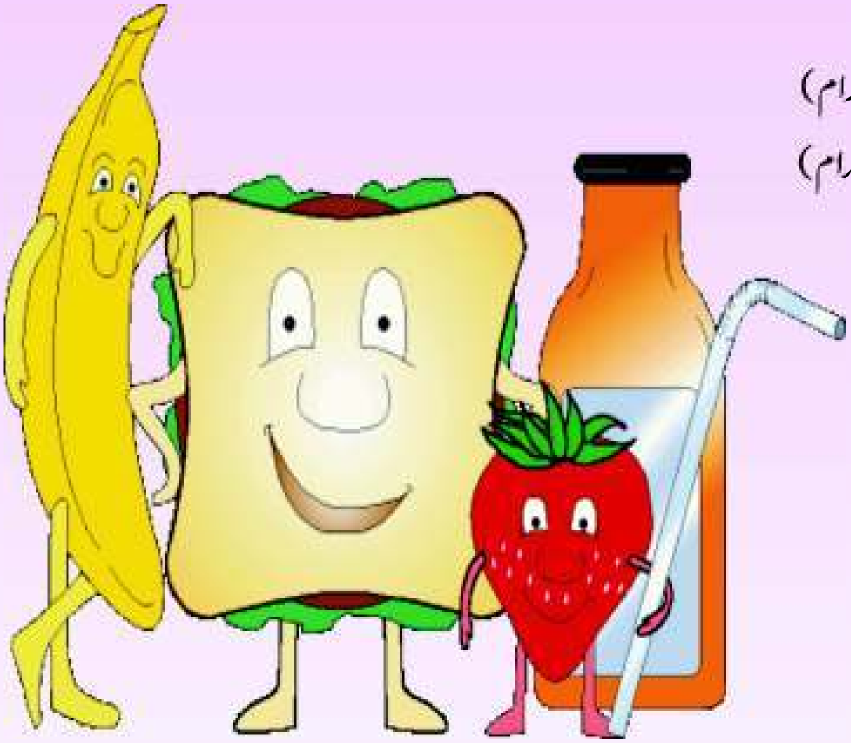

مکھن750(فی100گرام)

ملائی48(فی 100 گرام)

چینی48(فی 100 گرام)

چائے30فی کپ

شہد90فی چمچ

اناج۔فی 100 گرام

باجرہ 360

میدہ 355

چاول 325

گندم 341

اس گوشوارے کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو متوازن غذا حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ مختلف النوع غذائیں کھائی جائیں جس میں گوشت، دودھ اور گھی کے ساتھ ساتھ سبزیاں، میوے، معدنی نمکیات، پانی اور نشاستے جسم کی ضرورت کے مطابق حاصل کئے جائیں۔ مثلاً ایک شخص جو جسمانی کام زیادہ کرتا ہے اور اس کی توانائی ضائع ہوتی رہتی ہے اس کو الگ نوعیت کی غذا چاہیئے جبکہ دوسرا شخص کرسی پر بیٹھ کر کام کرتا ہے اور ورزش نہیں کرتا یا کم کرتا ہے اس کی غذا کی نوعیت مختلف ہونی چاہیئے۔ اس طرح عمر اور ضرورت کے مطابق غذاؤں کا تعین بہت ضروری ہے۔

## مشقیں

۱۔ شرکاء سے کہا جائے کہ وہ فرداً گوشواروں میں دیئے گئے غذائی حراروں کی تفصیل کلاس میں پیش کریں تاکہ عملی زندگی میں ان کی اہمیت کی وضاحت آسانی سے ہوسکے۔

۲۔ شرکاء سے کہا جائے کہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں پائے جانے والے سبزیوں، پھلوں اور غذاؤں کا چارٹ بنا کر کلاس میں پیش کریں۔

باب ۱۵

# آفات کے خطرات کم کرنے کی تعلیم

## (Education for Disaster Risk Reduction DRR)

### ۱۵۔ا آفات کے تباہ کُن اثرات (Disastrous Affects of Calamities)

اگر چہ قدرتی آفات ہی بڑے پیمانے پر تباہی لاتی ہیں لیکن حالیہ برسوں میں انسانی عوامل نے بھی ان میں اضافہ کیا ہے۔اس سے یہ تشویش بڑھی ہے کہ محض تباہ کاریوں پر مرہم رکھنا ہی کافی نہیں بلکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم ایسی تدابیر اختیار کریں کہ آفات کے خطرات کو ممکنہ حد تک کم کیا جا سکے۔صرف ۲۰۱۰ء کے دوران قدرتی آفات سے براہِ راست متاثر ہونے والے لوگوں کی تعداد دو سو آٹھ ملین تھی جبکہ مالی لحاظ سے نقصان اربوں ڈالر میں تھا۔سب سے زیادہ نقصان ترقی پذیر اور پسماندہ ملکوں میں ہوا۔ناگہانی آفات کے دوران حکومتیں بحالی کی جو کوششیں کرتی ہیں وہ اس لئے ناکافی ہوتی ہیں کہ ان پر بہت زیادہ لاگت آتی ہے۔ تاہم یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ جن حکومتوں نے قدرتی آفات کی تباہ کاریوں کی روک تھام کے لئے مناسب اقدامات کئے وہاں انسانی زندگیوں اور املاک کو کم نقصان پہنچا۔

### تعلیمی پروگراموں کے ذریعے قدرتی آفات کی تباہ کاریوں کی روک تھام
### (Educational Programs for Diminishing Disastrous Affects of Natural Calamities)

تعلیمی پروگراموں کے ذریعے قدرتی آفات کی تباہ کاریوں کی روک تھام کے لئے جو اقدامات کئے جاتے ہیں، ان کے بہت دُور رس نتائج نکلتے ہیں کیونکہ ان پروگراموں کے ذریعے طلبہ کے اذہان میں یہ احساس پیدا کیا جاتا ہے کہ انہوں نے آفات سے پہلے، اُن کے دوران اور ان کے بعد کیا کیا کرنا ہے۔اس مقصد کے حصول کے لئے خاص خاص معلومات بہم پہنچائی جاتی ہیں۔مخصوص مہارتیں سکھائی جاتی ہیں اور منفرد رویوں کا مظاہرہ کرنے کی تلقین کی جاتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ تعلیم برائے پائیدار ترقی کا تصور مقبول ہوا جس

میں طلبہ کی اس انداز میں تعلیم و تربیت کی جاتی ہے کہ وہ نہ صرف اپنی جانیں بچائیں بلکہ اپنے اِردگرد موجود لوگوں کے بھی کام آئیں۔ ہم درج ذیل طریقوں سے بھی قدرتی آفات کی تباہ کاریوں کو کم سے کم کر سکتے ہیں۔

الف۔ معاشی و معاشرتی حالات بہتر کرنا۔
ب۔ بے تحاشا اضافۂ آبادی کو روکنا۔
ج۔ شہری آبادیوں کے پھیلاؤ کو کم کرنا۔
د۔ ماحولیاتی آلودگی کم کرنا اور جنگلات کے کٹاؤ کو روکنا۔
ہ۔ حفظانِ صحت کے اُصولوں کی پاسداری یقینی بنانا۔
و۔ متعدی اور مہلک امراض پر ممکنہ حد تک قابو پانا۔

اکیسویں صدی کی پہلی دہائی میں قدرتی آفات سے متاثرہ افراد کی تعداد دو سو پچاس ملین سالانہ تھی جو کہ گزشتہ دہائی کے مقابلے میں تقریباً پچیس فیصد زیادہ ہے۔ انسان قدرتی آفات سے لڑ تو نہیں سکتا لیکن بعض معلومات اور مہارتوں کے ذریعے ان سے پہنچنے والے نقصان کو کم ضرور کر سکتا ہے۔ زلزلوں، سیلابوں اور دیگر قدرتی آفات کا تسلسل سے وقوع پذیر ہونا، بلاشبہ پریشان کُن ہے۔ بعض قدرتی آفات کی شدت میں کئی انسانی عوامل بھی کارفرما ہوتے ہیں جن کی وجہ سے ان کی تباہ کاریوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ مثلاً

الف۔ فیکٹریوں اور صنعتوں کا بے تحاشا قیام
ب۔ شہری آبادیوں میں منصوبہ بندی کے بغیر پھیلاؤ
ج۔ برقی آلات کا بہت زیادہ استعمال
د۔ جنگلات کا بڑے پیمانے پر کٹاؤ

اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ آنے والی نسلوں (طلبہ) کی تعلیم و تربیت اس انداز سے کی جائے کہ وہ عملی زندگی کے معمولات میں انتہائی سنجیدگی اور ذمہ داری کا مظاہرہ کریں تا کہ تعلیم کے ذریعے پائیدار ترقی کے خواب کو شرمندۂ تعبیر کیا جا سکے۔

چونکہ فطرتی طور پر انسان ترقی کرنے کا خواہش مند ہوتا ہے اس لئے وہ ترقی کے حصول کے لئے اپنی تمام تر کوششیں اور وسائل بروئے کار لاتا ہے۔ اس خواہش میں بسا اوقات وہ بھول جاتا ہے کہ اس کی کوششیں

ماحول پرنہایت منفی اثرات مرتب کررہی ہیں۔ یا پھر وہ ذاتی مقاصد کے حصول کے لئے اس اہم حقیقت کونظر انداز کردیتا ہے۔ مثلاً عالمی طور پر درجہ حرارت کا بہت زیادہ بڑھ جانا، ایسی صنعتوں کا قیام جس سے آب وہوا میں تبدیلی واقع ہوجاتی ہے اور موسم شدید گرم ہوجاتا ہے۔ جس کی وجہ سے گلیشیئرز پگھلنا شروع ہوجاتے ہیں اور سمندر سے آبی بخارات زیادہ تعداد میں بنتے ہیں اور بارشیں معمول سے بہت زیادہ ہوتی ہیں۔ جس سے بڑے پیمانے پر سیلاب آتے ہیں جو تباہی پھیلاتے ہیں۔ اسی طرح فصلوں پر جراثیم کش ادویات اور کیمیائی کھادوں کا زیادہ استعمال بھی ماحول پر منفی اثرات مرتب کرتا ہے۔ جنگلوں اور عمارتوں میں آگ لگ جانا ایک ایسی مثال ہے جس میں نااہلی کا عمل دخل زیادہ ہوتا ہے۔

## ۲۔۱۵ آفات کے بعد کی تکالیف اور پریشانیوں سے نمٹنے کی مہارتیں دینا

**(Strategies to Cope with the Post-Disaster Difficulties & Problems)**

ایک مضبوط معاشرہ جو ہنگامی حالات سے نمٹنے کے لئے مطلوبہ علم اور مہارتیں رکھتا ہو اس کو بنانے کے لئے بے انتہا کوششوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر تعلیمی اداروں میں طلبہ کی تعلیم وتربیت اس نہج پر کی جائے کہ وہ آنے والی ممکنہ آفات کے اثرات سے خود کو محفوظ رکھ سکیں تو ایسی تعلیم وتربیت پائیدار ترقی کے لئے سنگ میل ثابت ہوسکتی ہے۔ اس ضمن میں تعلیمی ادارے طلبہ کی بہت طریقوں سے مدد کرسکتے ہیں۔ خصوصاً علمی مواد کے ذریعے سے ضروری مہارتیں دے سکتے ہیں تاکہ لوگوں کی زندگیوں اور املاک کا نقصان کم سے کم ہو۔

درج ذیل طریقۂ کار آنے والی آفات کے اثرات کو کم سے کم کرنے میں مدومعاون ثابت ہوسکتے ہیں۔

۱۔ ممکنہ قدرتی آفات سے بچاؤ کے لئے اسکول کی سطح پر مصنوعی مشقیں کروانا تاکہ طلبہ ذہنی طور پر تیار رہیں اور عملی طور پر کچھ کرنے کے قابل ہوسکیں۔ ان کو آگ لگنے یا زلزلہ آنے یا کسی اور آفت کی صورت میں باہر جانے کے راستوں کا علم ہو اور یہ بھی علم ہو کہ خطرہ ٹل جانے کے بعد سب نے کہاں ملنا ہے۔

۲۔ گھر، اسکول یا کسی بھی عمارت میں ایک ایسی کٹ بنائیں جس کے اندر بیٹری سے چلنے والا ریڈیو، پانی کی بوتل، ضائع نہ ہونے والی خوراک، بنیادی آلات اور ابتدائی طبی امداد کی چیزیں ہوں۔ یہ کٹ کسی ایسی جگہ رکھیں جہاں آسانی سے مل سکے۔ تمام طلبہ کو ابتدائی طبی امداد بہم پہنچانے کی تربیت دی جائے تاکہ وہ بوقتِ ضرورت حواس باختہ نہ ہوں۔

۳۔ آفات کے دوران بجلی، گیس اور پانی وغیرہ کے بٹن بند کرنا سیکھیں تاکہ کسی ممکنہ نقصان سے بچ سکیں

اور آگ لگنے کے خدشات سے بھی محفوظ رہیں۔

۴۔ آفات کے متعلقہ انتباہی نشانات کو جانیں، موسموں کے تغیر و تبدل کے بارے میں باخبر رہیں اور آنے والی آفت جیسے کہ زلزلہ کے بارے میں فوری پلان بنائیں اور وقت پڑنے پر اس پر عمل کریں۔

۵۔ جونہی کوئی آفت آئے تو پُرسکون رہیں اور افراتفری مچانے کی بجائے ممکنہ حد تک نظم و ضبط سے کام لیں۔ جو اقدامات آپ نے لینے ہیں ان کے متعلق سوچیں اور ان پر عمل کریں۔ اس بات کے لئے بھی تیار رہیں کہ اگر آپ کی جگہ بالکل غیر محفوظ ہو جائے تو آپ اسے فوری تبدیل کر سکیں۔

۶۔ آپ جہاں پر ہیں وہیں کوئی محفوظ جگہ تلاش کریں۔ یہ اس سے بہتر ہے کہ اِدھر اُدھر بھٹکتے پھرتے رہیں۔ اپنی ضروریات کی جانچ کریں۔ زخموں پر مرہم پٹی کریں اور پانی اور خوراک کو احتیاط سے استعمال کرنا شروع کر دیں۔

۷۔ اپنے آپ کو پانی کی کمی سے بچائیں۔ آرام اور سکون سے رہیں کیونکہ آفت کے بعد کے آنے والے واقعات بعض اوقات آفت سے بھی زیادہ خطرناک ہوتے ہیں۔

۸۔ آفت کے بعد آنے والے خطرات یعنی کیمیائی مادوں، گیس کے اخراج اور گری ہوئی بجلی کی تاروں سے احتیاط کریں کیونکہ آفت کے بعد پیش آنے والے خطرات بعض اوقات زیادہ سنگین ہو جاتے ہیں۔

۹۔ امدادی کارروائیوں میں مصروف عملے کی ہدایات کو غور سے سنیں اور اگر جگہ خالی کرنے کو کہا جائے تو فوری خالی کر دیں۔

۱۰۔ یہ فرض کر لیں کہ پانی کے سارے ذرائع آلودہ ہیں۔ پانی کو کم از کم پانچ منٹ تک اُبال کر پئیں۔

۱۱۔ سیلاب کے پانی میں گاڑی نہ چلائیں کیونکہ پانی کی گہرائی کا پتہ نہیں چلتا اور گاڑی پانی کے ریلے میں کہیں سے کہیں جا سکتی ہے۔

۱۲۔ کھڑے ہوئے پانی میں نہ جائیں۔ کیمیائی مادے، گٹر کا گندا پانی، ٹوٹے ہوئے شیشے اور جنگلی حیات آپ کو نقصان پہنچا سکتی ہے۔

آفات سے نبرد آزما ہونے کے لئے تیاری بہت اہم ہے۔ یہ انسان کے لئے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ اس کے باوجود بہت سے لوگ ان واقعات سے نمٹنے کی تیاری کے لئے کوئی وقت نہیں دیتے۔

## احتیاطی تدابیر (Precautions)

ذیل میں چند آسان سی باتیں بتائی گئی ہیں جو آفات کے دوران اور بعد میں زندگی جیسی انمول نعمت کی حفاظت ممکن بنا سکتی ہیں:

۱۔ اگر آپ کسی عمارت میں ہوں تو خود کو کسی بھاری چیز کے نیچے محفوظ کر لیں تا کہ اُوپر سے کوئی چیز گر کر نقصان نہ پہنچائے۔

۲۔ اپنے انتہائی ضروری کاغذات مثلاً پیدائش کا سرٹیفیکیٹ، شناختی کارڈ، انشورنس پالیسی اور دیگر کاغذات کی نقول ایک سے زیادہ جگہوں پر اور گھر کے باہر کسی محفوظ جگہ پر جیسے کہ بینک میں رکھیں تا کہ ناگہانی موقعوں پر کام آئیں۔

۳۔ آپ کے پاس گھر یا دفتر یا کسی عمارت سے نکلنے کا پلان ہونا چاہیئے۔ خاص طور پر جب پورا خاندان اِدھر اُدھر بکھر جائے۔ اس پلان میں یہ بات بھی شامل ہونی چاہیئے کہ اگر خاندان بکھر جائے تو اسے اکٹھا کیسے کرنا ہے۔ گاہے بگاہے مصنوعی مشقوں میں حصہ لیتے رہیں تا کہ ممکنہ آفات کے دوران ہوش و حواس نہ کھو بیٹھیں۔

۴۔ ابتدائی طبی امداد کی کٹ لیں اور اس کے مندرجات کو اچھی طرح سمجھ لیں اور عام چوٹوں کا علاج کرنے کے بارے میں بنیادی معلومات اور مہارتیں سیکھیں۔

۵۔ بچوں کا آفات میں بڑا عجیب رویہ ہوتا ہے۔ ان کی ہمت بندھائیں تا کہ وہ ناگہانی صورت حال میں افراتفری اور حواس باختگی کا مظاہرہ نہ کریں۔

۶۔ وقتاً فوقتاً ہنگامی صورتِ حال سے نمٹنے کے لئے بچوں کو ضروری مہارتیں دیں۔ خاص کر کہ صدمے کے گزرنے کے بعد کس طرح وہ نفسیاتی اور سماجی اُلجھنوں سے باہر آسکیں۔

## ۳۔۱۵ بچوں پر آفات کے نفسیاتی اور سماجی اثرات اور اسکول کا کردار

**(Psychological & Social Affects of Disasters on Children & the Role of Schools)**

بچوں پر آفات کے نفسیاتی اور سماجی اثرات نہایت شدید اور دُور رس ہوتے ہیں اس لئے ان اثرات کو جتنی جلد ممکن ہو سکے، دُور کرنے کے لئے اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔ تعلیم کو عام طور پر بچوں پر آفات کے نفسیاتی اور سماجی اثرات زائل کرنے کا ایک مؤثر ذریعہ مانا جاتا ہے۔ بچے آفات کے بعد اس خوف میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ آفت دوبارہ نہ آجائے یا پھر وہ اپنے پیاروں کی جدائی، اپنی اور دوسروں کی چوٹوں اور دیگر نقصانات کا سوچ سوچ کر خوف زدہ ہوتے رہتے ہیں اس لئے سب سے پہلی اور اہم بات یہ ہے کہ بچوں کے ذہنوں سے اس خوف کو دُور کیا جائے۔ اس سلسلے میں سب سے پہلا کردار گھر کا ہوتا ہے۔ والدین یا گھر کے دیگر افراد ہی بچے کے اس خوف اور اس کے مضمرات کو زائل کرنے میں مدد کر سکتے ہیں اور ان بچوں کی ضروریات کے مطابق مختلف قسم کی نفسیاتی امداد فراہم کر سکتے ہیں۔ دوسرا کردار اسکول کا ہوتا ہے جس میں بچے اپنا بہت سا وقت بتاتے ہیں اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر اپنی بہت سے نفسیاتی اور سماجی اُلجھنوں کا حل اپنے اساتذہ کی زیرِ نگرانی تلاش کرتے ہیں۔

تعلیم ہی وہ واحد اور اہم ذریعہ ہے جس سے بچوں کو بہت سے نفسیاتی مسائل سے باہر نکلنے میں مدد ملتی ہے اس لئے یہ انتہائی اہم ہے کہ اسکول اور اس کے اساتذہ اس سلسلے میں بچوں کی راہنمائی کریں اور ان کو ہر قسم کی مدد فراہم کریں تا کہ وہ اس انہونے خوف سے باہر آسکیں۔ بچے آفت کے دوران اور آفت کے بعد سب سے غیر محفوظ تصور کئے جاتے ہیں اور ایسا ہوتا بھی ہے۔ کوئی بھی آفت ایک ایسا عجیب واقعہ ہوتا ہے جو آسانی سے سمجھ میں نہیں آتا۔ یہ جذباتی طور پر پریشان کُن اور خوفزدہ کرنے والی چیز ہوتی ہے جس کی وجہ سے بچوں کو بڑوں کی طرف سے جذباتی اور نفسیاتی مدد کی بے حد ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے ان کے رویوں کو انتہائی توجہ سے سمجھنا چاہیئے اور ان کو ان کی نفسیاتی اُلجھنوں سے نجات لانے میں ان کی مدد کرنی چاہیئے۔

اس سلسلے میں اسکول کا کردار بہت ہی اہم ہے کیونکہ بچے اساتذہ کی بات توجہ سے سنتے ہیں اور اس کو اہمیت بھی دیتے ہیں۔ اسکول اور اس کے اساتذہ بچوں کو ان جذباتی، نفسیاتی اور سماجی اُلجھنوں سے نکالنے کے لئے درج ذیل کام کر سکتے ہیں۔

- ☆ بچوں کو یہ باور کرانے کی ضرورت ہے کہ آپ ان کے ساتھ ہیں اور ان کی مدد کرنا چاہتے ہیں۔
- ☆ بچوں کو یہ باور کرانے کی ضرورت ہے کہ آپ ان کی بات کو سمجھتے ہیں اور وہ بھی آپ کی بات کو سمجھتے ہیں۔

- ☆ بچوں اور ان کے گھر والوں کو وہ عزت دیں جن کے وہ مستحق ہیں۔
- ☆ بچوں کے اندر اپنے بارے میں اعتماد پیدا کریں اور وہ ہی وعدہ کریں جو آپ پورا کر سکتے ہیں۔
- ☆ بچوں اور ان کے گھر والوں کو اس بات کا یقین دِلائیں کہ وہ سب آپ کے اپنے ہیں۔
- ☆ بچوں کے مسئلوں کو سمجھیں، ان کی درجہ بندی کریں اور پھر ان کو ایک ایک کر کے حل کریں۔
- ☆ بچوں کے احساسات کو سمجھنے میں بڑے تحمل سے کام لیں کیونکہ بچے اپنے ڈر اور خوف کو بتانے میں اکثر ہچکچاتے ہیں۔
- ☆ بچے اگر آفت کے واقعات بار بار بھی دُہرائیں تو انہیں توجہ سے سنیں تا کہ آپ ان کی اچھے طریقے سے مدد کر سکیں۔
- ☆ جب بچے اپنی کہانی سنا رہے ہوں تو ان کو بیچ میں نہ ٹوکیں۔
- ☆ بچے اپنی بات بتانے میں جتنا بھی وقت لینا چاہیں وہ انہیں دیں۔
- ☆ بچوں سے اس زبان میں بات کریں جس سے وہ آپ کی بات کو آسانی سے سمجھ سکیں۔
- ☆ بچوں کو اسکول کی سرگرمیوں میں مصروف رکھیں اس سے ان کی توجہ اپنے نفسیاتی مسائل سے ہٹتی چلی جائے گی اور وہ زندگی کی طرف لوٹ آئیں گے۔
- ☆ بچوں کو ان کی زندگی میں پیش آنے والے واقعات کے لئے تیار کریں اور ان کو اس انداز میں یہ باتیں بتائیں کہ وہ اپنے آپ کو پہلے سے زیادہ محفوظ اور مضبوط سمجھیں اور ان کے ذہن سے بے جا ڈر اور خوف نکل جائے۔
- ☆ بچے والدین کے بعد اگر کسی پر اعتماد کرتے ہیں اور کسی کی کہی ہوئی بات کو دِل و جان سے قبول کرتے ہیں تو وہ استاد ہے۔ آپ اس اعتماد کو کھونے مت دیں اور بچوں کی ہر ممکن مدد کریں تا کہ وہ ان نفسیاتی وسماجی اُلجھنوں سے نجات پا سکیں۔
- ☆ تفصیلی حفاظتی پلان بنائیں۔ بچوں کو اس کے متعلق آگاہی دیں۔ بار بار ان کی مشق کروائیں تا کہ وہ کسی بھی ہنگامی صورت حال سے نمٹنے کے لئے مکمل طور پر تیار ہوں۔
- ☆ آفات اور خطرات سے بچنے کے لئے تمام اُن طریقوں پر عمل کریں جو اسکول کے حفاظتی پلان میں لکھے ہوئے ہیں۔
- ☆ بچوں کو نظم وضبط کی اہمیت سے آگاہ کرتے رہیں اور ان کو بتائیں کہ زیادہ تر نقصانات افراتفری کی

## ۴-۱۵ آفات کے خطرات کو کم کرنے کی تعلیم اور تعلیم برائے پائیدار ترقی کا تعلق

آفات کے خطرات کو کم کرنے کی تعلیم، تعلیم برائے پائیدار ترقی کا ہی اہم نظریہ ہے۔آفات عموماً انسان کے قابو میں نہیں ہوتیں لیکن ان کے خطرات یا اثرات کو علم، مہارتوں اور رویوں کی تبدیلی سے کم کیا جا سکتا ہے۔آفات کے خطرات کو کم کرنے کی تعلیم ، برسوں کی ترقی کو محفوظ کرنے میں اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ تعلیم برائے پائیدار ترقی کو اتنی اہمیت دی جاتی ہے۔اسکول بچوں کی خامیوں کو دُور کرنے میں بہت اہم کردار ادا کر سکتا ہے اور تعلیم برائے پائیدار ترقی کے اُصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے خصوصاً اسکول کی تمام سرگرمیوں میں آفات کے خطرات کو کم کرنے کی تعلیم کے ذریعے ایک مضبوط سوسائٹی کی بنیاد رکھ سکتے ہیں۔اسکول کے حفاظتی پلان طلبہ کے ہنگامی صورتِ حال سے نمٹنے کی استعداد بڑھاتے ہیں جس کی وجہ سے وہ اپنی اور دوسروں کی جان بچا سکتے ہیں اور اپنے علم اور مہارتوں سے نقصانات کو کم سے کم کر سکتے ہیں۔ خطرات کو کم کرنے کی تعلیم اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ موجودہ ترقی کو کسی بھی ناگہانی تباہی سے بچایا جائے، عدم تحفظ کو کم سے کم کیا جا سکے اور سوسائٹی کو مضبوط بنایا جائے تاکہ موجودہ ترقی نہ صرف اپنے لئے بلکہ آئندہ نسلوں کے لئے بھی محفوظ ہو سکے۔

defensive mechanism, and even a slight health problem may be enough to play havoc with his/her life. The objective of Module-9 is to make teachers understand the causes, symptoms and preventive measures of this incurable disease. HIV (P) is also found in Pakistani society, and it is the duty of the teachers to enhance their knowledge on and about it so that awareness flows to the public through their interactions with students.

Human health is another vital issue in the world, especially in the underdeveloped countries. Human health depends upon 'food and nutrition', and knowledge about them is essential for public health. Linked to the concept of health and nutrition is that of proteins, carbohydrates, and vitamins, which are found in meat, cereals, and fruits. That is why knowledge about different types of meat, cereals, and fruit is important for knowing their nutritional value. Module-10 will be used to familiarize teachers with the above concepts through a chart for concision.

Module-11 is about Disaster Risk Reduction. In order to promote ESD through advocacy materials, Resource Material for promotion of ESD in the country Disaster Risk Reduction (DRR) (Urdu version) has been prepared for all the stakeholders including school children, teachers, parents, community, curriculum developers, textbook writers, policy makers and policy implementers to educate and sensitize them about the role of education in ensuring sustainable development.

With such training, we anticipate a drastic boost in teachers' capacity building. They will be in a better position now to impart such education and training to their students for a vibrant and glowing society. SACIRS, with the help of UNESCO, pledges to promote quality training to teachers. This will be a mean to achieve tolerance and respect to human rights as well as reinforcing desire for peace and plurality.

Dr. Syed Hussain Shaheed Soherwordi

Director
South Asian Center for International and Regional Studies (SACIRS)
141, Industrial Estate, Near Pak-Turk School
Hayatabad, Peshawar
director@sacirs.com, www.sacirs.com, 091-5812050

note here is that all religions agree on the basics: for example, moral values are endorsed by all faiths irrespective of their origins. This module has been designed to prepare teachers for actively contributing to Interfaith Harmony, focusing on what the major religions say about the spiritual development of all humans irrespective of color, creed or culture.

Module-5 ‘Inter-cultural Communication’ is an extension of the above theme. Cultural colors vary from place to place even in given region. For example, Pakistan has diverse cultures from south to north. Like languages, cultural traditions and customs add beauty and color to the human condition. The point to know here is that humans must develop tolerance for enjoying intercultural communication. The role of a teacher is to make students sensitive to the issues of intercultural communication, which will play a vital role in making the world a “garden” with multiple floral designs. The principle of toleration will promote tourism, providing seasonal employment to thousands of men and women. Again teachers can use their expertise for training children in such a way as to make them tolerant of diverse cultures, which is not possible without effective strategies for strong intercultural networking.

Development depends upon contributions made both by men and women. In some societies, women are kept suppressed for cultural reasons. This suppressive strategy leads to inequalities in a society. Therefore, ‘Gender Equity’ is the subject of Module-6. This Module introduces teachers to the concept of gender equity, which is essential for removing inequalities from society. Teachers will be sensitized to the rights of women and their importance so that they may equipped with required level of knowledge and skills for preparing their students for a gender-friendly society.

Related to the concept of gender equity is Module-7 ‘Human Rights’. This concept has its origin in the Declaration of Human Rights 1948 by the United Nations. There are 30 articles in the Declaration, which are binding upon all member nations to follow. However, Human Rights are a specialized subject of the legal professionals, hence from the intellectual reach of the common person. Keeping in view its international importance, human rights has been structured as part of the Teachers Manual. The objective is to introduce teachers to the concept of Human Rights in a simple and concise language.

‘Conflict and its resolution’ are the subject of Module-8. Human life is not free of conflicts at different levels of meaning. The conflicts may be interpersonal, familial, societal, national, or international. As rational beings, it is our duty to resolve conflicts in a human way, using the strategy of dialogue and debate, instead force and power. Through this Module, teachers will be trained in the basics of conflict resolution, so that they will perform skillfully for resolving conflicts in their immediate environments but also transfer their skills to the future generations through teaching.

Module-9 is about HIV+. Ignorance and libertinism have caused the spread of ‘HIV (P) and AIDS’ in the world. HIV is the initial stage of AIDS. A person suffering AIDS loses his/her

# Teachers Training Manual

## EDUCATION BEYOND TERRORISM IN THE KP AND FATA
## Education for Sustainable Development (ESD)

### An Introduction

Our country has been in the grip of extremism and terrorism for the last many years. There are multiple causes of this aggressive phenomenon that destroys the roots of our national integration and communal development. We need to evolve effective and efficient strategies (both short and long term) for combating it on every front. Thus the future generations will have a safe and secure environment for growth and prosperity. Keeping in view the above mission, we have developed modules for teachers of the region in such a way as to intellectually sensitize them to all vital issues and areas, so that the ideas may be transferred to their students for productive and positive learning.

There are ten modules on ten major themes in this manual: Education for Sustainable Development (ESD); The Characteristics of an Ideal Teacher; Peace is Life; Interfaith Harmony; Intercultural Communications; Gender Equity; Human Rights; Conflict Resolution; Poverty: Causes and Recommendations for its Alleviation; HIV (Positive); Food and Nutrition and Disaster Risk Reduction (DRR). Each module contains an introduction, objectives, explanation with examples, summary, followed by exercise for practice in class.

Module-1 on ESD has been substantiated with profound theory of the subject with its pragmatic application. Module-2 has been designed to highlight the 'salient features of an ideal teacher'. These features cover both personal and professional aspects of the teacher. The teacher has to follow the best practices for making his/her profession really profitable for students and society. An ideal teacher knows his/her role as a model and can motivate students for hard work, integrity, fairness, harmony, objectivity and justice. Through an ideal teacher, good values flow to society and it can be put on the tracks of progress and development.

Module-3 is on 'Peace'. Every sane person knows that peace is the key to socio-economic development. Without peace, all aspects of life malfunction or dysfunction and could lead to chaos and disintegration. Our society needs integrated efforts on all fronts to harmonize all elements for social cohesion that leads to solidarity as a nation. The responsibility of a teacher is to cognitively prepare students for promoting peace in society. A teacher can use the pliable minds of students for bringing productive and progressive changes at all levels of meaning.

Module-4 deals with 'Interfaith Harmony'. Interfaith harmony is the need of the hour given the materialistic and exclusively secularist or religionist trends in the world. What is pertinent to

**Disclaimer**

The designations employed and the presentation of material throughout this publication do not imply the expression of any opinion whatsoever on the part of UNESCO concerning the legal status of any country, territory, city or area or if its authorities, or concerning the delimitation of its frontiers or boundaries.
The author is responsible for the choice and the presentation of the facts contained in this book and for the opinions expressed therein, which are not necessarily those of UNESCO and do not commit the Organization.

**Year of Publication: 2014**

FATA

United Nations Pakistan
Improving lives and helping people

RAHA

SACIRS

South Asian
Center for International
& Regional Studies

UNESCO
United Nations
Educational, Scientific and
Cultural Organization